سائرہ رضا

سائرہ رضا

"زندگی میں پہلی بار تو ہمارے گھر میں کوئی مہمان رہنے آرہا ہے... اور آپ کو اس بات پر اتنا غصہ آرہا ہے۔" صومی کے سوال میں حیرت تھی۔

"اور کیا ہم اتنے غریب ہیں کہ کسی مہمان داری کو افورڈ ہی نہیں کر سکتے۔" سونی بے تحاشا دکھی ہو گیا یہ بات کہتے ہوئے... منہ صومی کا بھی لٹک گیا۔ ہاں اس پہلو پر تو اس نے سوچا ہی نہیں کہ وہ کتنے زیادہ غریب ہیں۔

"او بے وقوف ہم غریب لوگ نہیں ہیں۔" صومی نے سونی کو ٹوکا۔ "ہم سفید پوش ہیں۔"

"سفید پوش؟ وہ کیا ہوتا ہے' میں نے چوغہ پوش پڑھا ہے' بچوں کی کہانیوں میں۔"

"اوہو۔" سونی کو ایک بالکل الگ سوال برا لگا۔ سونی موضوع سے ہٹ رہا تھا۔ اور موضوع' اس وقت ان کے سر پر آکھڑا ہوا تھا۔

"یہ فالتو کی بکواس ختم ہو گئی ہو تو چارپائی سے اٹھو۔ مجھے یہ چادر بھی دھونی نہیں ہے۔"

"اوہ؟" بہت دیر بعد آپا کے لب سے کچھ پھول چھڑے تھے۔ دونوں اب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ چادر اتارتی آپا کے چہرے پر پتھریلے تاثرات لوٹ آئے تھے۔

صومی نے چاروں جانب دیکھا۔ کھڑکیوں' دروازوں

کے پردے اتر چکے تھے تکیوں کے غلاف، تخت پوش، پنکھاپوش، کولر پوش، مٹکا پوش۔ یعنی کہ سب کچھ۔ دھلائی کے لیے زمین پر ڈھیر کی صورت پڑا تھا۔

"آپ نے تو سارا گھر ننگا کردیا آپا!" صومی کے انکشاف پر سونی چونکا۔ آپا کے جنون کا کیا بھروسا۔ اگر ابھی ان کی نظران معصوموں پر پڑ گئی تو کیاان کو بھی۔

نہیں، نہیں۔" وہ خود میں سمٹا۔

سونی نے آپا پر نظر ڈالی۔ جو زمین پر کپڑے کی ڈھیریاں بنا رہی تھیں۔ مشین میں پائپ لگا ہوا تھا۔ سرف نیل۔ بلیچ اور آپا کا سوجا کپا منہ۔ دونوں دکھی ہوئے۔

"آپا کب تک ایسے خفا رہیں گی؟" سونی نے

مکمل ناول

پوچھا۔

"جب تک یہ کپڑوں کا ڈھیر دُھل نہیں جاتا۔" مومی مزاج آشنا تھا۔

یعنی مہمانوں کی آمد پلس رمضان کی آمد پلس غصہ، یہ صفائیاں ان سارے مسئلوں کا حل ہیں۔" سونی نے نکتہ پکڑا۔

بالکل، مومی نے سرہلایا۔

دونوں نے آپا کو دیکھا۔ جو آستین اوپر کو موڑتے ہوئے۔ شلوار اڑسنگتے کے بعد اب بالوں کو سر کے اوپر کس رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

توے سے اترے پھلکے اور دال کے بگھار کی شوں کی آواز کے ساتھ اشتہا انگیز خوشبو گہری نیند سوئے ازین کے نتھنوں سے ٹکرائی تو اس نے ٹچ بٹن کی طرح آنکھیں کھول دیں۔ ساتھ ہی اسے شدید بھوک کا احساس ہوا۔

"یہ بھلا کون سی دال ہو سکتی ہے۔" اسے پہلا خیال آیا۔ چنے کی دال پر پیاز کا بگھار لگتا ہے۔ لال مسور پر کڑی پتے کا۔ تو پھر یقیناً" چنے کی دال ہوگی اور یہ بھی یقین ہے کہ پیاز کے ساتھ زیرہ اور گول لال مرچ بھی بگھار میں شامل تھی۔

سامنے وال کلاک پر دن کا ڈیڑھ بجا تھا۔ اور نائٹ ڈیوٹی کرنے کے بعد یہ ازین کے لیے گہری نیند سونے کا ٹائم تھا۔ اس کے سر پر کھڑے ہو کر ڈھول بجالو یا اس کی چارپائی اٹھا کر چوک پر رکھ آؤ۔

بھلے سے سوئے ازین کی ناک یا کان میں جھاڑو کا باریک تنکا چلانا شروع کر دو۔ پر اس کی آنکھ نہیں کھل سکتی تھی۔

مگر۔ مگر یہ جو صیام عرف صومی۔ اور ریان عرف سونی کی پیاری آپا' پورے ڈیڑھ بجے روزانہ دالوں کو بگھار لگاتی تھیں اور ہانڈیاں بھونتی تھیں۔ اور سب سے بڑھ کر پھلکے اتارتی تھیں۔

ازین مر بھی رہا ہوتا تو ایک جھلک تو ضرور کھالیتا۔

سب سے بڑی ستم کی بات یہ تھی کہ اس بے چارے نے آج تک خوشبو ہی سونگھی تھی۔ چکھنے کے مواقع تو وہ انگلیوں پر گن سکتا تھا۔ بس دو بار۔ ہاں ایک بار کھیر اور ایک بار نیاز کے چاول ہائے...

حالانکہ کھانے چکھنے بلکہ پیٹ بھر بھر کے کھانے کا سب سے زیادہ حق ازین کے نزدیک خود اسی کا تھا۔ کیونکہ وہ سب سے نزدیک ترین پڑوسی تھا بلکہ کرایہ دار تھا۔ اور اس پر حقداری اس لیے بھی زیادہ تھی کہ بے چارہ چھڑا تھا۔ وہ چھڑا جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے۔

رناں والے ہاں دے لیکن پراٹھے تے چھڑیاں دی اگ نہ ابلے (بیوی والوں کے گھر پراٹھے بنتے ہیں اور چھڑوں بے چاروں کے گھر چولہا بھی نہیں جلتا)

مگر یہاں صرف کھانے سونگھنے کی سہولت تھی' خوشبوئیں سارا بھید دیتی تھیں۔ ایک ایک مسالے کی پہچان ہو جاتی۔ مگر بات اس سے آگے کبھی نہیں بڑھی۔ دراصل صومی' سونی کی آپا کا فرمان تھا۔

"کرائے دار آئے دن بدلنے والی چیز ہیں' آج ایک تو کل دوسرا۔"

"آپ نے شیری' شاہ لوگوں سے بھی دوستی نہیں کرنے دی۔ حالانکہ وہ پانچ سال ہمارے کرائے دار رہے۔ ہمارے اسکول میٹ بھی تھے' مگر آپ کے منع کرنے کی وجہ سے ہم نے کبھی ان سے دوستی نہیں کی۔" سونی نے شکوہ کیا۔

"ہاں جبکہ ان کے گھر میں کیرم بورڈ بھی تھا اور انہوں نے ہمیں کھیلنے کے لیے بلایا بھی کئی بار۔" صومی کو یہ بات ہمیشہ یاد رہتی تھی۔

"بس میں نے کہہ دیا تو کہہ دیا۔" آپا کی فطرت میں قطعی پن تھا۔

ازین کے نئے مالک مکان یعنی آپا اور دو برادرز کے بعد ایک دادی نعمت آرا بھی تھیں جو پوتی سے بالکل الٹ تھیں۔

اور ازین سے خصوصی شفقت کا برتاؤ کرتی تھیں۔ جس پر پوتی یعنی آپا کو شدید اعتراض ہوتا۔ کرایہ دار

سے زیادہ بنانے نباہنے کی ضرورت نہیں اور ازین تک یہ فرمودات اور اس جیسے تمام ارشادات بہت آسانی سے حرف بہ حرف پہنچتے کیونکہ آپا زیادہ وقت کچن میں گزارتی تھیں۔ اور یقیناً" اس بات سے ناواقف تھیں کہ ان کی بڑبڑاہٹ تک کرائے کے کمرے میں صاف سنائی دیتی ہے۔

اور آپا بڑبڑاتی بھی با آواز بلند تھیں۔ دوسرے آپا کی آواز قدرتی بھاری تھی۔ جیسے حنا ربانی کھر۔ یا چلو رانی مکھر جی جیسی کرلو۔

اوپر سے ہمہ وقت کا خفا لہجہ۔ بلکہ کسی حد تک کرختگی کا عنصر بھی نمایاں ہو جاتا۔

صبح آپا' اپنے بھائیوں کو اسکول بھیجنے' تیار کروانے ناشتے' لنچ بکس کے بکھیڑے میں الجھی ہوتیں۔ بار بار گھڑی دیکھا کرتیں اور پکارنے کا انداز ہر بار بدل جاتا۔

"سورج سر پر کھڑا ہو کر ناچنے لگا ہے سونی' صومی سات بج گئے ہیں۔"

"سوا سات ہونے والے۔ چائے جل جل کر کالی ہو گئی مگر تم لوگوں کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ اب میں خود ہی آ رہی ہوں۔ شرافت تم لوگوں کو راس نہیں۔"

ازین کو آواز کے اتار چڑھاؤ سے آپا کے موڈ کا اندازہ ہو تا تھا۔ وہ چھ سے چھ کی نائٹ بھگتا کر کوئی پونے سات بجے ہی گھر لوٹتا تھا۔ اور تالے میں چابی گھماتے ہوئے روز ان ہی جملوں سے استقبال ہوتا۔

"ساڑھے سات ہو گئے سمجھو۔ آ رہی ہوں میں۔ (پل بھر کی خاموشی) پوستیوں' بدمعاشوں۔ اٹھو (یا تو تکیہ مارا جاتا یا بڑے بڑے تھپڑ۔ وہ بھی لگاتار۔)

اس کے بعد کیا ہوتا تھا وہ ازین تصور کی آنکھ سے خود ہی دیکھ لیتا' محض دس منٹ بعد صومی' سونی ناشتے کے لیے کچن میں آجاتے تھے۔

یہاں بھی آپا کے فرمودات جاری رہتے۔

وہ پراٹھا کھانے پر اصرار کرتیں' ساتھ ساتھ دونوں کو ان کے عیب اور کوتاہیاں گنواتیں' راگ تو الاپتیں ہی۔

کبھی کبھار صومی جھنجلا جاتا۔ "آپ نے گھڑی بھی دس منٹ آگے کر رکھی ہے اور منہ سے ٹائم مزید دس منٹ آگے بتاتی ہیں۔"

"ہم خالی اسکول میں سب سے پہلے پہنچتے ہیں۔ لڑکے ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ صومی' سونی تو چوکیدار ہیں۔ سونی بھی ہمت کرتا۔

"فالتو بکواس نہیں۔" آپا جلال میں آجاتیں اور پھر وقت کی قدر و قیمت پر ایک لیکچر چلتا جو ازین کو ازبر ہو چکا تھا۔

صومی' سونی اسکول کے لیے روانہ ہو جاتے۔ گہری خاموشی چھا جاتی۔ کسی برتن کی آواز۔ ازین کی آنکھیں بند ہونے لگتیں۔

تب آپا کی آوازوں کا نیا سیشن شروع ہوتا مگر اس بار ساتھ دادی نعمت آرا کی آواز بھی ہوتی۔

"تھوڑا سا میٹھا تو چائے میں ڈال دے عینا!"

"دادی! آپ کو شوگر ہے۔"

"ارے سارے جسم میں چینی بھر گئی۔ مگر بس یہ بے چاری زبان ترس گئی مٹھاس کو۔"

"اے عینا۔ اے بچے عینا۔ تھوڑا نمک ہی دے دے۔ کیسے اتاروں حلق سے پھیکا بے سواد سالن۔"

"آپ ہارٹ پیشنٹ ہیں دادی۔" ٹھہرا پر سکون جواب۔

"ارے آپا۔!" دادی یقیناً" سر پیٹتیں۔ "ان دو تکلیفوں سے مری نہ مری ایک دن اس غم سے ضرور مر جاؤں گی کہ کھانے کو نہ ملا۔"

"دادی مارننگ شو لگالیں۔ وہاں کے تماشے دیکھتے ہوئے پتا نہیں چلے گا حلق سے کیا اتر رہا ہے۔"

"اے خوامخواہ! میرا مطلب ہے کہ لطف ہے۔ کیا گیا کیا اترا کچھ خبر نہیں۔"

عینا کی طرف خاموشی۔

"میں تو کہتی ہوں۔ جب مرنے کا طے ہے تو بھوکی کیوں مروں۔ کچھ کھا کر کیوں نہ مروں۔"

"تو بس آپ خود ہی سنبھال لیں کچن۔ جو دل چاہے پکا کر کھاتی رہیں۔ میری طرف سے صاف جواب ہے۔"

غضب خدا کا ایک تو خیال رکھو۔ پتا ہے آپ کی وجہ سے ہم سب بھی یہی سب کھاتے ہیں مگر آپ کو خیال ہی نہیں۔ بس کل سے میں کچھ نہیں پکاؤں گی۔"
عینا کا انداز فیصلہ کن ہوتا۔

دادی یقیناً "گھبرا جاتیں۔ مگر تھیں تو عینا کی دادی۔ فوراً" پینترا بدل لیتیں۔

"ہاں اب یہی کسر رہ گئی تھی۔ ستر برس کی بڑھیا چولہا جھونکے گی۔"

آئے ہائے مولوی صاحب! کس کے سہارے چھوڑ گئے مجھ بڑھیا کو۔" دادی کو شوہر صاحب یاد آجاتے جو ابھی تین سال پہلے بیاسی برس کی عمر میں عدم کو سدھارے تھے۔ "کیسے کٹے گی یہ لمبی عمر۔"

ازین کو دادی کے یہ جملے بہت پسند آتے۔ لمبی عمر کہتے ہوئے دادی جیسے جملے کو کھینچتی تھیں اور ہُو کا بھرتی تھیں۔ ازین کو وہم گزرا دادی سترہ برس کی تو نہیں۔ مگر وہ ستر برس کی ہی ہیں۔ یہ عینا کے جل کے کباب ہو جانے والے لہجے کے جواب سے ہو گیا۔ ساتھ ساتھ آپا کے دانت کچکچانے کی آواز تک اسے سنائی دیتی۔

"کون سی لمبی عمر دادی۔ ستر برس بعد لمبی عمر نہیں رہتی۔ الٹی گنتی کا پھیرا ہوتا ہے۔ کب زیرو پر پہنچیں؟"

"ہائے عینا اب تو مجھے یوں مرنے کا کہے گی۔ کہ بڑھیا نکل لو۔ اب تمہارا کوئی کام نہیں۔ آئے ہائے۔" دادی باقاعدہ بین ڈالنے لگتیں۔

"ہائے عبدالغفار! ماں کو کس کے سہارے چھوڑ گیا۔"

دادی کو اپنا بیٹا یعنی آپا کے والد یاد آجاتے اور ساتھ ہی وہ یاد ماضی میں کھو جاتیں جو سراسر دکھ کا باب تھا۔ ہر ورق غم زدہ۔ ہر سطر اندوہناک۔

پہلے دادی کے ہاں بچے ہوتے نہیں تھے پھر جب ہونے لگے تو بچتے نہیں تھے۔ شیر خوارگی میں ہی داغ مفارقت دے جاتے۔ بس ایک عبدالغفار بچ گیا۔ عبدالغفار کی شادی بھی جلدی کی۔ پہلے عینا ہوئی پھر عینا کے سالوں بعد اوپر تلے صومی اور سونی ہو گئے (ازین نے سالوں بعد کو پندرہ بیس سال سوچ رکھا تھا۔ وہی عینا کی بھاری آواز اور کرخت لہجہ۔ سنجیدگی)

دادی کی زندگی خوشیوں کے ہنڈولے میں جھولتی تھی۔ جب جھولتے جھولتے وہ جیسے منہ کے بل گریں۔ ہوا میں اوپر کو اٹھے جھولے کی زنجیر ٹوٹ جائے تو بندہ کتنی بلندی سے گرتا ہے ناں۔

روزمرہ کا سبزی گوشت لاتے عبدالغفار و اہلیہ موٹر سائیکل حادثے کا شکار ہو کر وہیں جاں بحق ہو گئے۔

اس کے بعد کی کہانی روز دہراتی تھیں۔ وہ ہر روز بعد نماز عصر بیٹے بہو اور مولوی صاحب کی بخشش کی دعا کرتیں۔ اور با آواز بلند اس صدمے کا ذکر کرتیں جو انہوں نے اپنی جان پر جھیلا۔ اور ان مصیبتوں کا جو بچوں کو پالنے کے لیے کاٹیں (اور ایسے میں روز ہی آپا انہیں دلاسا دیتی تھیں اور اس وقت بہت ہمدرد دکھی محسوس ہوتی تھیں۔ جو کسی بھی طرح روتی دادی کو چپ کروا دینا چاہتی ہیں)

مگر جب دادی محض نمک اور چینی پر مرنے والوں کو پکار پکار کر عینا کی شکایتیں لگا رہی ہوتیں۔ آپا بھی گویا کانوں میں روئی دے کر بیٹھ جاتیں۔

دادی جب جی بھر کے جی ہلکا کر لیتیں۔ تب یقیناً" وہی بدمزہ کھانا کھالیتی تھیں۔ اور پھر مکمل خاموشی۔ مگر صرف زبان بند ہوتی تھی۔ اب آپا جھاڑو لگا رہی ہوتیں۔ رگڑ رگڑ کر۔ اور ازین کو اسی مدھر سڑک سڑک سروں کے درمیان سونا پڑتا۔ اب تو وہ جھاڑو کی اس آواز کا اتنا عادی ہو گیا تھا کہ یہ آواز لوری کا کام دینے لگی تھی۔ کبھی جو آپا کو جھاڑو لگانے میں دیر ہو جاتی۔ ازین بستر پر کروٹیں بدلنے لگتا۔

(اور شکر اس کمزوری کا آپا کو پتا نہیں تھا۔ ورنہ وہ کرائے میں مزید اضافے لگا دیتیں بجلی، گیس، پانی اور کرایہ اور مینٹیننس آہ۔ ازین سوچ کر ہی کراہ اٹھتا۔

کرائے کا یہ کمرہ (گھر) دروازہ کھلتے ہی آنگن تھا۔ دائیں جانب ٹوائلٹ پلس واش روم اور کچن۔ جسے

ازین نے صرف سردیوں میں پانی ابالنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ آنگن کے خاتمے پر ایک کمرہ۔ اسی کمرے کی بائیں دیوار آپا کے کچن کی دیوار تھی۔ اسی جانب آنگن میں کھلتی کھڑکی تھی اور وہیں ازین کا پلنگ بچھا تھا۔

وہ کمرے میں ہوتا تو کچن کی ساری آوازیں آتیں۔ وہ آنگن میں بائیں دیوار کے ساتھ چارپائی ڈال کر لیٹتا تو بھی کان کھلے رہتے۔

دراصل بائیں دیوار کے اس جانب امرود کا گھنا پیڑ تھا۔ ساتھ ہی ایک لمبا پپیتا۔ امرود کا آدھا سایہ مالک مکان کا اور آدھا کرائے دار کا۔ ازین لائٹ جانے پر اسی سائے میں دیوار کی طرف کروٹ بدل کر سوتا۔ جبکہ ادھر آپا۔ اپنے سارے کام، سینا پرونا، سبزی بنانا، دادی سے باتیں کرنا (اختلافی موضوعات) بھائیوں سے باتیں کرنا (زیادہ تر نصیحتیں) یا پھر عصر کے بعد محلے کے بچوں کی ٹیوشن کلاس لینا۔ سب یہیں نبٹاتی تھیں۔

اور ایسے میں ازین ایک لحاظ سے گھر کا بھیدی تھا۔ اسے بائیں جانب ہونے والی ہر بات کی خبر رہتی۔ اب جیسے یہ آنے والے مہمان۔ آپا کے خیالات و جذبات نے ازین کو باقاعدہ ہلا دیا تھا۔ اب بھی وہ بائیں طرف کی ساری زندگی کو سوچتا دوبارہ نیند کی وادی میں کھونے لگا۔

بے سدھ ہونے سے پہلے جو جملے اس نے آپا کی زبان سے سنے وہ بھی اس متوقع مہمان داری سے متعلق تھے۔

☆ ☆ ☆

"اگر اسکول سے آکر تھکے ہوئے ہو تو سو جاؤ۔ ورنہ جالے اتار کر تم پردے لگا دو۔" آپا کی فیصلہ کن آواز گونج رہی تھی۔

"اور تم سونی! سرف ملے پانی میں کپڑا بھگو کر کھڑکیوں اور دروازوں کو رگڑ رگڑ کر صاف کر دو۔"

"جی آپا۔ جی آپا۔!" صومی، سونی ہم آواز بولے۔ کل آپا سارا دن ناراض اور چپ رہی تھیں۔ لہٰذا آج اختلاف نہ کرنے ہی میں بہتری تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھا۔ صومی ہی زیادہ باہمت تھا۔

"یہ صفائی آنے والے مہمانوں کے لیے ہے؟"

"نہیں نہیں۔ رمضانوں کے لیے۔" سونی نے ٹوکا۔ "ہے ناں آپا؟"

"دونوں کے لیے۔" آپا نے اختصار مگر قطعیت سے کام لیا۔

صومی سونی نے مزید سوالات سے گریز کیا۔ (فی الحال)

"میں کہہ رہی تھی عینا کلو گوشت کے کباب چڑھا لیتے ہیں۔ افطاری بھی نبٹ جائے گی اور مہمان داری بھی ہو جائے گی۔" دادی کی آواز میں بھناپا سا تھا۔

"جی اچھا!"

"ماش کی دال چکی بھجوا دیتے، دہی بڑوں کے لیے آٹا بن جاتا۔ بیسن کی تو صرف پھلکیاں اچھی لگتی ہیں۔"

"صومی! راشن کی لسٹ میں لکھ لو۔ ماش کی دال دو کلو۔" عینا کی آواز صاف تھی۔

"ویسے تو اتنی گرمی کے روزوں میں گوشت کے نام سے ہول آتا ہے مگر سحری میں پاؤ بھر کی بوٹی سبزی میں ذائقہ لے آتی ہے۔" دادی کی نئی رائے آئی۔ "اپنے لیے نہیں کہہ رہی میں۔ اس بڑھاپے میں کیا کھایا جا سکتا ہے مگر۔" دادی کے لہجے میں تاسف سا گھل گیا۔

"جی دادی! مجھے پتا ہے آپ مہمانوں کے لیے کہہ رہی ہیں۔" آپا کے جملے میں سادگی تھی۔ مگر ازین کو صاف پتا لگا کس قدر جل بھن کر یہ جملہ کہا گیا ہے دادی اپنی ہی دھن میں تھیں۔

"گوشت کا تاں فائدہ رہتا ہے، چیزیں بنا کر فریز ہو سکتی ہیں۔ کباب اور کوفتے مسالہ لگا کر قیمہ رکھ دو، دس منٹ میں بن جاتے ہیں۔ میرا تو یہ بھی ارادہ تھا کھیر بنوا لیتے مگر۔ جتنی بھی احتیاط کرلو پھر دوسرے دن پانی

چھوڑ دیتی ہے۔"

دادی کو کھیر کی اس کمزوری پر غصہ اور دکھ دونوں تھا۔

"صومی!" عینا کا ٹھنڈا ٹھار لہجہ ازین کو صاف محسوس ہوا۔

"رمضان والی لسٹ میں روز کے پاؤ بھر گوشت قیمے کے حساب سے لکھ لو' آٹھ کلو گوشت۔ کباب کے لیے ملا کر نو کلو اور کوفتوں کا۔ ہاں تو لکھ لو دس کلو گوشت۔ اور آگے قیمت لکھ دو تقریباً" تین ہزار چھ سو اور چار جمعہ کے حساب سے بریانی بنے گی تو چکن لکھو چار کلو تو یہ بنے بارہ سو روپے۔

اور ہاں دودھ والے سے کہہ دینا کہ ایک کلو کی جگہ ڈھائی کلو دودھ دے رمضان میں۔ کیونکہ دادی نے دہی جمانے کا بھی گھر میں کہہ رکھا ہے اور فریج میں میٹھا خراب ہوتا ہے تو ظاہر ہے روز بنے گا۔ کلو سے کم کیا تو بل ایڈوانس لکھو 5000 روپے۔

آپا اس وقت صومی' سونی کے کرتوں پر بٹن ٹانک رہی تھیں۔ مگر بڑی ذمہ داری سے لسٹ بھی بن رہی

صومی تن دہی سے لکھ رہا تھا۔ جبکہ سونی حق دق تھا۔ جبکہ دادی نے وہیں کھڑے ہاتھ سے موٹا موٹا حساب کیا۔ تو دل سکڑنے لگا۔

"ہاں اور کھجور' شربت چنے بیسن کا حساب میں پہلے لکھوا چکی ہوں' پھل روز کے حساب سے آئے گا۔"

"پھل بھی!" سونی کی آواز میں بے یقینی تھی۔ رمضان آرہے تھے یا شاہی دعوت۔ یعنی کہ۔

"ہاں۔ ابھی تم نے سنا نہیں' دادی نے کیا کہا۔ ایسے ہی پھل کاٹ کر ٹرے بھر دینا تو بڑی بدسلیقگی ہے۔ لہٰذا فروٹ چاٹ تو لازمی بنے گی۔"

آپا کو دادی کے تمام فرمودات یاد تھے۔ ایسے ہی وہ کہتی رہتی تھیں عینا ان کی باتیں غور سے سنتی نہیں' خوامخواہ۔

"اور آپا! آپ نے فروٹ کا بجٹ تو دیا نہیں۔" صومی نے یاد دلایا۔

"فروٹ کا بجٹ۔ اس کے ریٹ تو ہر روز کے حساب سے ہونگے ناں۔ لیکن خیر تم۔ پانچ ہزار تک رکھ لو۔"

"اور آپا۔ وہ بجلی گیس کے بل۔ اسکول میں اور روٹین کے خرچے۔" سونی بھی الرٹ تھا۔

"وہ تو لازمی ہیں ان پر آندھی آئے طوفان۔ کسی چیز کا اثر نہیں ہوتا یعنی وہ تو کرنے ہی کرنے ہیں۔"

"اور عید کے کپڑے۔ میرا مطلب ہے جوتے۔" سونی کے لہجے میں جھجک تھی۔

"ہاں وہ بھی۔" عینا کا لہجہ لاپرواہ تھا۔

"تو آپا یہ تو کوئی چالیس پچاس ہزار کا خرچہ نہیں ہو گیا۔" صومی نے کچھ دہل کر' رجسٹر بند کر کے پین ہونٹوں کے بیچ پھنسایا۔

"اور ہماری کل آمدن تو بہت کم ہے' چالیس پچاس ہزار کے آدھے سے بھی کم۔"

"دو ہزار ازین بھائی کرایہ دیتے ہیں۔ چار ہزار دکان کا۔ پانچ ہزار ابو کی پنشن اور نو ہزار دادو کی تو۔ یہ تو بنے کل بیس ہزار اور ہاں آپ کی ٹیوشن

فیس۔ لیکن وہ تو تھوڑی ہے اور آپ کو کمیٹی بھی بھرنی ہوتی ہے۔"

سونی کے ماتھے پر تفکر کی لکیریں پھیل گئیں۔

اب مہمان داری تو نبھانی ہے نا۔" آپا کا انداز سادہ تھا۔ یہ لاتعلقی کی ایک قسم تھی۔ اس نے اب کچھ نہیں بولنا۔ اتنے دن سے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی۔ مگر دادی سمجھتی ہی نہیں تھیں۔ لہٰذا اب وہ بولے گی بھی نہیں۔

یہاں تو ہر کام بجٹ بنا کر کرنے کی عادت تھی سو۔ حساب کتاب ہو رہا تھا۔ سونی۔ صومی نے فکر سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر دونوں کی نگاہ دادی پر گئی۔ جو ناک پر انگلی رکھے حیران سی عینا کو دیکھ رہی تھیں۔

بٹن لگا کر دانت سے دھاگا توڑتی آپا نے پہلے بھائیوں کو دیکھا اور پھر دادی کو۔ دادی کی نگاہوں میں

شدید بے یقینی تھی۔ جیسے عینا تو جھوٹی ہو۔ ورنہ دنیا میں ایسا بھی کوئی اندھیر ہے کہ۔

ہاں ٹھیک ہے کہ مہنگائی بہت بڑھ چکی ہے۔ چٹکی بھر چیزوں کے لیے مٹھی بھر نوٹ دینے والی مثال ہوگئی۔ مگر ایسا بھی کیا کہ دو "فقط دو معزز مہمانوں کو دو وقت کا کھانا بھی عزت سے نہ کھلایا جاسکے (رمضان کے باعث دو وقت سحری' افطاری) یہ عینا کو تو بات بڑھا چڑھا کر اور خاص طور پر دادی کو ہولانے کا شوق ہے۔

یہ بھی نہیں دیکھتی بوڑھی بیمار دادی کو صدمہ نہ پہنچے۔

دادی نعمت آرا نے سب حساب کتاب کو آپا کے بڑھانے چڑھانے کے زمرے میں ڈالا اور پرسکون ہوگئیں۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں بچو۔" مخاطب پوتے تھے مگر جتا وہ عینا کو رہی تھیں۔ "مان لیا مہنگائی کا زمانہ ہے۔ اور رمضان میں منافع خوری ہوتی ہے۔ مگر پانچ افراد کے نام پر پچاس ہزار کا خرچا۔ ایسی بھی قیامت نہیں مچی۔"

"آپ ٹھیک کہتی ہیں دادی۔" عینا کے فوراً قائل ہونے پر سننے والوں کو حیرت ہوئی۔ "اسی لیے میں نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اس بار راشن خریدنے

میں نہیں' آپ جائیں گی۔ میں آپ کو پیسے پکڑا دوں گی' جو جیسا جتنا دل چاہے خریدیے گا۔ اور اگر پیسے بچ جائیں جو کہ آپ یقیناً بچا بھی لیں گی تو میری طرف سے وہ بھی آپ ہی رکھ لیجیے گا۔ اور جہاں دل چاہے خرچ کیجیے گا۔ میں نہیں مانگتی۔"

"آئے کیا؟" دادی نے تو زبان دانتوں تلے داب لی۔ پھر انہیں لگا شاید سننے میں غلطی کی ہو۔ مگر وہاں بلا کی سنجیدگی تھی۔

"واقعی۔ سچ۔" صومی' سونی کے دو لفظوں میں اچھنبا تھا۔

(باقی پیسے دادی کے۔ آپا تو سکے تک کا حساب لینے والوں میں سے تھیں۔)

"اب اس عمر میں۔ پوتی بازاروں کے دھکے لگوائے گی اور مجھ سے تو اب کچھ جانچ پڑتال بھی نہیں ہوتی۔ سب خراب اٹھالے آؤں گی۔

"سونی صومی آپ کے ساتھ ہوں گے۔"

"اے عینا! مجھے تو اب صحیح سے دکھتا بھی نہیں۔"

"چشمہ لگا کر جایئے گا۔"

"آئے ہے مجھے کیا مصیبت پڑی ہے کہ بیٹھے بٹھائے بازاروں کو نکل پڑوں۔"

"بیٹھے بٹھائے کیا۔ آپ بھی ذرا گھر سے باہر نکلیے تاکہ پتا لگے دنیا اب کس بھاؤ بکتی ہے۔"

آپا اپنی کہہ کر جگہ سے اٹھ گئیں۔ دادی' پوتے حق دق۔

✡ ✡ ✡

جوس کارنر پر بیٹھے ازین کے دماغ میں دادی' پوتی کی گفتگو چکرا رہی تھی۔ ازین کی نانی کہتی تھیں۔ ہمسائے کا مطلب ہے ہم سا ہی یعنی جیسے ہم ویسا ہمارا پڑوسی۔ دیوار نکال دیں تو گھر ایک ہو جائے۔ اور یہ کہ ہمسائے ماں جائے تو نہیں ہوتے مگر ساتھ ماں جائے کی طرح کا ہی نبھاتے ہیں زندگی بھر کا اور یہاں تو ازین کرائے دار بھی تھا۔ اور چاہتے اور نا چاہتے ہوئے۔ جانے انجانے میں ہی سہی وہ بائیں جانب ہونے والی ہر بات اور واقعہ سے واقف ہو جاتا۔

شروع میں تو اسے ان آوازوں نے ڈسٹرب کیا تھا۔ مگر بعد میں یہ ایک مزے دار سا کھیل بن گیا۔ آوازوں کے اتار چڑھاؤ سے اس نے بولنے والوں کی شکلیں گھڑ لیں۔ دادی ایسی۔ اور بچے ایسے۔ اور آپا۔ ایسی اور ویسی۔

دادی سے تو ایڈوانس دیتے اور کرائے کی بابت بات چیت کرتے ہوئے بالمشافہ ملاقات بھی ہوئی۔ اور بچے بھی مل جاتے (مگر آپا کی ہدایات کے پیش نظر وہ زیادہ گھلتے ملتے نہیں تھے)

ہاں آپا سے کبھی ملاقات نہ ہوئی۔ البتہ آپا کی پاٹ دار آواز (اور پر سے لہجے کی تلخی) سے خوب آشنائی ہوئی اور وہ اس حد تک آگیا تھا کہ آپا کی آواز یا فقط

کسی ایک آدھ لفظ ہی سے 'موڈ' بتا سکتا تھا۔

اور ادھر آپا کا یہ خراب موڈ اور گھر میں پندرہ بیس روز سے چلنے والی چپقلش نے تو ساری صورتحال واضح کردی تھی۔

وہ آپا کے مزاج و خیالات سے مزید تفصیل سے آگاہ ہو گیا۔ آپا کی شخصیت کے کچھ اور پہلو نمایاں ہو گئے۔ ورنہ عام طور پر تو آپا دادی کے پرانے قصوں پر ہوں ہاں ہاں کرتی تھیں یا پھر کبھی کبھار رائے دیتیں۔ ٹیوشن والے بچوں سے سخت استانی کا سارا رویہ اور بھائیوں کی تربیت و نصیحت۔ مگر یہ نئی صورت حال۔

دراصل یہ سارا قصہ اس دن شروع ہوا جب دادی نعمت آرا کی کپکپاتی جوشیلی پکار نے سب کے کان کھڑے کر دیے۔ اور سویا ازین تک ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

✡ ✡ ✡

عینا کو پہلے تو دادی نعمت آرا کی ساری بات سمجھ میں نہ آئی۔ وہ چلا اٹھی۔

"اتنا قریبی رشتہ!" اس نے خوب کھینچ کر کہا۔

"تو اور کیا قریبی نہیں لگ رہا تمہیں۔"

آپ کی چچا زاد بہن کی بیٹی اپنے بیٹے کے ساتھ ہمارے گھر آ رہی ہیں۔ اتنے بڑے شہر بلکہ اس پورے ملک میں آپ کے علاوہ ان کا اور کوئی رشتے دار نہیں؟"

"اے اگر ہو بھی تو۔ جب میں نعمت آرا زوجہ مولوی صاحب یہاں موجود ہوں۔ تو انہیں کیا ضرورت ہے ادھر ادھر رشتے تلاشنے کی۔ خالہ لگتی ہوں میں اس کی۔" دادی کو تو برا ہی لگ گیا۔

"تو اتنے سگے رشتے کی یاد آنے میں اتنے سال۔"

عینا کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"یاد تو وہ کرتی ہوگی' اس لیے کہ یاد کرنے پر ویزے' پاسپورٹ اور کرائے نہیں لگتے۔ اس نے تو پھر امریکہ سے آنا تھا۔ یہاں تو لوگ شہر کے ایک کونے سے دوسرے کونے کی یاد میں عمریں گزار دیتے ہیں۔"

دادی کچھ تلخ بیانی پر اتر آئیں' جس بھرے پرے خاندان کو یاد کرنا اب زندگی کا مقصد تھا گویا۔ وہ ایک ہی شہر میں رہنے کے باوجود غربت زدہ یتیمی والے گھر میں آنے سے کتراتے تھے۔ ایسی اندھیر پڑی تھی۔ خوشی میں بلانا بھول جاتے۔ اور غمی میں دھڑلے سے گلے کرتے۔

آپ نے تو ملنا ہی چھوڑ دیا نعمت آرا۔"

اور نعمت آرا کیا جواب دیتیں یونہی مسکرا دیتیں ایک شرمساری مسکراہٹ' جیسے وہی ہوں قطع تعلق کی ذمہ دار۔ اس وقت بھی۔ بہت خوش دادی' یکدم خاموش ہو گئیں۔ تب آپا نے بھی چپ کر جانا مناسب سمجھا۔

بڑھاپے میں ایسے لوگ ہی تو درکار ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ مل کر کچھ پرانے سنہری اوراق کو پلٹا جا سکے۔ کچھ کہنے کی خواہش۔ کچھ سننے کی طلب۔

تو اگر آنے والے مہمان' دادی کی اس خواہش کو پورا کرنے کا باعث بن جاتے تو کیا برائی تھی۔ ٹھیک ہے آ جائیں آنے والے۔

صومی' سونی بھی خوش ہو گئے۔ بہت سے رشتوں کا سنا ضرور تھا مگر دیکھا صرف دادا' دادی اور بڑی بہن کو تھا۔

اور اب ان ہی تنہا اکیلے لوگوں کے بیچ رہنے آ رہے تھے' دو مہمان۔

آپا گھر چلاتی تھیں۔ بڑے نپے تلے انداز سے دادی کی بیماری' دوائیاں۔ بھائیوں کے لیے اچھی تعلیم کی کوششیں اور آج کے اس زمانے میں کوئی کوشش بار آور نہیں ہوتی جب تک نوٹوں کا تڑکا نہ لگایا جائے۔ نوٹوں کو بچایا نہ جائے۔ دانتوں سے پکڑا نہ جائے۔

اور آپا ان کاموں میں طاق ہو چکی تھیں۔ اپنے بجٹ سے ایک انچ آگے پیچھے نہ سرکتی تھیں۔ لیکن وہ مان گئیں دادی کا دمکتا چہرہ دیکھ کر۔ مگر دادی کی دوسری بات۔ اوخدا۔

✡ ✡ ✡

"شادی۔ دادی۔!" آپا کے دونوں لفظ شدید ترین

حیرت اور کسی حد تک چیخ تھے۔

"یہ کس نے کہا؟"

"آئے کس نے کہنا ہے میں نے سوچا ہے بھئی۔"
دادی کے لہجے میں فخر ہی فخر تھا جیسے آپا کی شادی کا نہ سوچا ہو، علامہ اقبال کی طرح ایک نیا ملک بنانے کا خواب دیکھ لیا ہو۔

"او خدا!" آپا نے اپنی پھٹی پھٹی آنکھیں بھائیوں پر ٹکا دیں، جن کے لیے بھی یہ انکشاف حیرت مگر مسرت کا باعث تھا۔

"اس امریکہ پلٹ بھانجی کے بیٹے سے۔ جس کے نہ سر پیر کا پتا ہے نہ آگا پیچھا۔ ویسے تو کہتی ہیں رشتے چھان پھٹک کر کرنے چاہئیں۔"

"اب سگی بھانجی کے لیے کیسی چھان پھٹک۔ اور اس کے آگے پیچھے کو میں نہ جانوں گی تو پھر کون جانے گا۔ جو ہمارا آگا پیچھا۔ وہی ان کا۔"

دادی کا ہوم ورک پورا تھا ایسے ہی منہ سے بات نہیں نکالی تھی۔ مگر آپا کے تو چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔

"خدا کے لیے یہ بات اب کسی اور کے سامنے مت دہرا دیجیے گا۔ لوگ مذاق بنائیں گے کہ بڑھاپے میں نعمت آرا کا دماغ چل گیا ہے۔"

"آئے لو۔" دادی نے ناک پر انگلی جمائی۔ اپنی بچی کی شادی کے بارے میں سوچنے والے کیا ادھر سے خالی ہو جاتے ہیں۔" دادی نے ناک والی انگلی کنپٹی کے پاس پیچ کس کی طرح گھمائی۔

"بچی کی شادی کے بارے میں سوچنے کو نہیں کہہ رہی۔ مگر آپ جوڑ تو دیکھیے ناں۔"

"جوڑ ہی جوڑ۔ تم سے تو کوئی سات آٹھ برس بڑا ہی ہو گا نازنین کا لڑکا" دادی بے فکر تھیں۔

"دادی! آپ اتنی ہی معصوم ہیں یا واقعی بڑھاپے کا اثر ہو گیا ؟"

وہ زچ ہو گئی۔ اور ادھر دادی بھی بھڑک اٹھیں۔

"یہ کیا تم نے بڑھاپے بڑھاپے کا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ ایسا بھی کون سا بڑھاپا۔ ہیں بولو۔ میری اپنی دادی نوے برس کی عمر میں سارے گھر کے کام نبٹا دیتی تھیں۔ پیدل چلا کرتیں، کنویں سے پانی نکالتیں اور۔"

"بس دادی۔ اپنی دادی کا قصہ مت شروع کریں۔ مجھے کوئی دلچسپی نہیں کہ آپ کی دادی کیا کرتی تھیں۔ میں تو بس یہ سوچ رہی ہوں کہ میری دادی کیا کر رہی ہیں۔"

"اب تم بہت بول لیں عینا۔ خاموش ہو جاؤ میں بہت سوچ سمجھ کر اس فیصلے تک پہنچی ہوں۔ اس سے اچھا رشتہ تو مل ہی نہیں سکتا۔" دادی نے رعب سے کہا۔

"ایک بات بتائیے" عینا چونکی تھی۔ "یہ واقعی آپ کے اپنے خیالات ہیں یا آپ کی ان بھانجی نے کوئی اشارہ دیا ہے۔"

دادی نے کچھ چونک کر پوتی کو دیکھا۔ نکتے کی بات تو اب کی تھی۔ صومی، سونی بھی آپا کی عقل و شعور کے قائل ہوئے۔ دادی کو کچھ پل کے لیے چپ لگی تھی۔ مگر عینا کی نوکیلی سوالیہ نگاہیں ہنوز ان پر گڑی تھیں جواب تو دینا ہی تھا۔

"ایسی باتیں منہ پھاڑ کر تو نہیں کہی جاتیں۔" دادی کا لہجہ و انداز مدہم ہو گیا۔ "انسان اپنی عقل خود سے استعمال کر لیتا ہے۔ اپنے جوان بیٹے کو لے کر لاکھوں روپے کا ٹکٹ خرچ کر کے کوئی خوامخواہ کا سفر تو نہیں کرتا۔"

"اوہ دادی!" آپا نے سر پکڑ لیا۔ "آپ کتنی خوش فہم ہیں۔"

"ہاں ہاں خوش تو میں ہوں ہی۔" دادی جھومیں۔

"میں نے خوش فہم کہا ہے دادی۔" عینا نے دانت کچکچائے۔

"اے بی بی۔ اپنا فہم اپنے پاس رکھو اور مجھ کم عقل کو صرف خوش ہی رہنے دو بڑی آئیں ارسطو دان۔ اونہہ! میں نے کیا یہ بال دھوپ میں سفید کیے ہیں۔" دادی اب جلال میں آ گئی تھیں۔ عینا نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر صومی، سونی کو کچھ ہڑبونگ

کے عالم میں نشست بدلتے دیکھ کر وہ جملہ بھول گئی۔ دونوں آنگن والی چارپائی سے برآمدے کی کرسی پر آ گئے تھے۔

"تم دونوں کو کیا ہوا؟" آپا کا لہجہ کڑک مگر اچھنبے سے بھرپور کسی حد تک فکر مند تھا۔

"کچھ نہیں۔" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا' کچھ بھی تو نہیں۔"

"تو کیا چارپائی پر کیڑے نے کاٹ لیا۔ کرنٹ لگ گیا کیا۔ ابھی میں نے کرسیوں پر کشن رکھے تھے۔" عینا صفائی و سلیقے کے معاملے میں بھی دو ٹوک تھی۔

نہیں' وہ دادی نے ابھی کہا ناں کہ۔" صومی کچھ ہچکچاتے ہوئے بولا۔

"دراصل دادی کہہ رہی ہیں ناں کہ بال دھوپ میں سفید ہو جاتے ہیں۔ تو ہم دونوں کے سروں پر دھوپ پڑ رہی تھی۔ تو ہم نے سوچا کہ جگہ بدل لیں ابھی تو ہم بہت چھوٹے ہیں ناں تو۔۔۔ سفید بال۔"

"ہائیں۔۔۔" عینا آپا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ جبکہ دادی نے ہاتھ کا پنکھا بمشکل کوشش سے آگے ہو کر دونوں کے شانوں پر باری باری مارا۔

"دادی کا مذاق بناتے ہیں نالائق!"

"آپ ہی تو کہتی ہیں۔ احتیاط علاج سے بہتر ہے۔" صومی شانہ سہلا رہا تھا۔

"ایسے فالتو کے ناٹک مہمانوں کے سامنے کرنے سے گریز کرنا۔ سمجھے۔" دادی کو یاد آیا کہ بچوں کو کچھ مینرز بھی سکھا دیے جائیں۔ (حالانکہ زیادہ خطرہ عینا کی طرف سے تھا)

"نہیں نہیں۔ ہم تو بہت اچھی طرح مہمانوں کی دیکھ بھال کریں گے۔ ان کا خیال رکھیں گے' ان کا۔۔۔"

"چپ۔۔۔ بالکل چپ۔۔۔ مہمان کیا دودھ پیتے بچے ہیں جو تم دیکھ بھال کرو گے۔ ان کا خیال رکھیں گے۔" دادی نے نقل اتاری۔

"تم لوگ بس انسان کا بچہ بن کر رہ لینا' وہی کافی ہو گا۔"

"ہاں ہاں!" دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ "ہم آپ کی ساری باتیں مانیں گے دادی۔۔۔ اب دونوں کی نگاہیں آپا پر تھیں۔ جو جبڑے بھینچے' ماتھے پر تفکر کی لکیریں اور آنکھوں میں غصہ لیے اب دادی کے ساتھ ان دونوں کو بھی گھور رہی تھیں۔

"آخر کو ہماری آپا کی شادی کا سوال ہے۔" سونی نے جملہ مکمل کیا۔ لہجہ ذمہ دارانہ تھا۔ دادی کے چہرے پر رونق آ گئی جبکہ عینا کے تیور بھیانک ہو گئے۔

"بکومت۔۔۔ اور خبردار جو تم لوگ اس معاملے میں بولے تو۔۔۔" عینا واک آؤٹ کے لیے کھڑی ہو گئی۔

"آخر آپ کو اعتراض کس بات پر ہے آپا۔۔۔ اچھا ہے ناں' آپ رات و رات امریکی ہو جائیں گی۔" صومی تھوڑا باہمت تھا۔ شیر کی کچھار' مطلب آپا سے سوال تو پوچھ ہی سکتا تھا۔

"خاموش ہو جاؤ۔ تمہیں اس معاملے میں بولنے کی ضرورت نہیں۔"

"ضرورت کیوں نہیں۔" صومی فوجی جوان کی طرح کھڑا ہو گیا۔ سونی نے بھی تقلید کی۔

"آخر ہم آپ کے بھائی ہیں۔" صومی کا انداز و لہجہ بھروسے سے بھرپور تھا۔

اور دو۔۔۔ دو بھائیوں کی بہن کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے بھائی ہوتے ہیں ناں۔ اگر آپ کو امریکی دولہا پسند نہیں آئے گا تو بس بات ختم۔" سونی کا انداز فلمی ہو گیا۔

عینا کے چہرے کا تناؤ کم ہو گیا۔ اس نے ہمیشہ بڑا بن کر زندگی گزاری تھی۔ دادی تک اکثر اسے آپا کہہ کر بلاتی تھیں۔ وہ سیاہ و سفید کی مالک تھی۔ گویا اچھا برا۔۔۔ چھوٹا' بڑا ہر فیصلہ بہت بچپن میں خود سے کرنا شروع کر دیا تھا۔ جگت آپا بن گئی تھی۔ ٹیوشن پڑھنے والے بچوں کی مائیں جو اس سے عمر میں دوگنی ہوتی تھیں وہ بھی نام کے بجائے آپا ہی پکارتیں۔

نام تو شاید لوگ جانتے ہی نہیں تھے۔ بس آپا۔۔۔ صرف آپا یا عینا آپا۔۔۔

تو آپا۔۔۔ یعنی عینا آپا۔۔۔ اپنے ابا کی نورعین کے لیے بھائیوں کے بچکانہ لہجے والے یہ بھاری بھرکم جملے۔۔۔

یوں تھے جیسے کسی نے اس پر چادر ڈال دی۔ اس کے آگے آکھڑے ہوئے کہ پہلے ہم.... اور ہم ہیں ناں۔ اور کوئی کچھ نہ بھی کرے۔ کر نہ سکے مگر بس کہہ دے کہ ہم ہیں ناں فکر مند مت ہونا۔ تو آپا نے یعنی عینا اوہ ہو نور عین نے اپنی زندگی میں پہلی بار اس پل کو دیکھا محسوس کیا بہت چھوٹے سہی دو سہارے اس کے بھی ہیں۔

نور عین کو اپنے دل کا کمزور ہو کر پگھلنا پہلی بار برا نہ لگا۔

☆ ☆ ☆

دادی کا خیال تھا آپا نے بس یونہی غصے میں کہہ دیا تھا۔ اس بار شاپنگ کرنے آپ ہی جائیں گی۔ مگر اس وقت سپر اسٹور میں ٹرالی کو گھسیٹتے صومی' سونی کے ساتھ گھسٹتی وہ اس پل کو کوس رہی تھیں جب آپا نے یہ سب کہا۔

"اندازہ ہو گا ناں اسے ادھر کتنی خواری ہے۔ اے سی کے باوجود وہ پسینے میں تر بتر تھیں۔ "اچھی خاصی گھر کے نزدیک ہی سے چیزیں منگوائی جا سکتی تھیں۔ مگر اس نے جان بوجھ کر مجھے بھیجا' پتا ہو گا ناں ادھر کیسا حشر پڑا ہے۔"

دادی کے مخاطب دونوں پوتے تھے۔ جو صبر سے ٹرالی گھسیٹنے اور دادی کے جملے سننے کو کھڑے تھے۔

"آئے بیٹا.... تپا کرنا ادھر کیا مفت میں بٹ رہا ہے سامان' جو دھکے پڑ رہے ہیں۔" دادی کی صدا نے گرد و پیش میں کھڑے لوگوں کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دی۔

"اے لو! روزے رکھنے ہیں مسلمانوں نے کہ تیل پینا ہے۔" کوکنگ آئل والے پورشن میں پڑی آپا دھاپی نے دادی کے ہوش اڑا دیے۔

بیسن خریدنے میں دانتوں کو پسینہ آگیا۔ "آئے اتنا بیسن تو دنبوں کو کھلاتے ہیں پیٹ پھلانے اور زیادہ وزن دکھانے کے لیے۔"

"دادی! آپ خاموش کیوں نہیں ہو جاتیں۔ سب لوگ آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔" صومی تنگ آیا پڑا تھا۔ "بھائی لوگ ہنس بھی رہے ہیں۔" سونی کی نظر ہر جانب تھی۔ "سوچ رہے ہیں ہوں گے یہ پینڈو لوگ پہلی بار کسی بڑے سپر اسٹور میں آئے ہیں۔"

"ہم تو ہر مہینے آتے ہیں بس یہ ہماری دادی کا فرسٹ ایکسپیرینس ہے۔" صومی نے ذرا بلند آواز میں کہا۔

آخری والا بھی کہہ دے بچے.... میں نہ آتی ادھر کبھی دوبارہ۔" دادی نے کانوں کو ہاتھ لگائے' پتا ہو گا اس عینا کی بچی کو یہاں غدر پڑا ہے۔ جب ہی مجھے دھکیلا ورنہ یہ میری عمر ہے کیا دھکے کھانے کی۔"

"آئے اوئی...." ساتھ ہی دادی پیچھے کو مڑیں' انہیں پیچھے سے دھکا لگا تھا پچھلے والی ٹرالی میں رکھے' چھوٹے کچن وائپر کا نکلا ڈنڈا کب سے ان کی پسلی میں چبھ رہا تھا۔

"اے بیٹا....! ان کا مخاطب پچھلی ٹرالی والا تھا۔ "پھنس گئی ہوں ادھر آکر.... نہ پیچھے ہٹنے جوگی نہ آگے بڑھنے کے قابل.... تم نے بھی وائپر کو دونالی کی طرح میری کمر سے ہی لگا لیا۔"

ٹرالی والا جوان شرمندہ ہو گیا۔ "سوری اماں! آپ رش دیکھ ہی رہی ہیں۔"

"آئے بیٹا رش کیا.... خدا کی شان دیکھ رہی ہوں۔ سچ کہوں' قحط زدہ قوم لگ رہی ہے۔ کھانے پینے کی اشیا کے لیے پاگل ہوتے لوگ۔"

"روزہ تو بھوک کی بھوک کے احساس کا نام ہے۔ ادھر تو سب کو اپنی ہی پڑی ہے۔ سارا سال اتنے نہ کھاتے ہوں گے جتنا اس ایک مہینے میں کھا جائیں گے۔"

دادی ایک متفکر عالم دین کا سا لہجہ لیے ہوئے تھیں۔ رش میں ذرا ذرا سرکتے لوگوں کے لیے دادی دلچسپی کا باعث بن گئی تھیں۔

"اماں! آپ بھی تو یہی سب خریدنے آئی ہیں۔" کسی نے بھری ٹرالی کو دیکھ کر جتایا۔

"ہاں بیٹا!" دادی نے ٹھنڈی آہ بھری۔ "یہ بھی صحیح

کہا مگر میرے گھر تو میری پوتی کے رشتے والے آرہے ہیں ناں۔ تو مجبوری پڑ گئی۔ اور اب یہ تو نئے زمانے کا چلن ہو گیا ہے۔۔۔ ہمارے زمانے میں تو کپڑے کا تھیلا سلتا تھا۔ اچھی چیز خریدو یا سستی سب اندر غائب۔۔۔ بڑے بزرگ کہتے تھے کھانے پینے کی چیزیں ڈھک کر لانی چاہئیں کہ نہ کسی کی نظر لگے، نہ کسی کو حسرت آئے۔"

پر یہ آج کے لوگوں کو تو نظر کا بھی ڈر نہیں۔"

دادی سچ مچ حیران تھیں۔

"اب تو بڑھاپے نے اس حال میں پہنچا دیا۔ میں تو خود کپڑے کا تھیلا پکڑتی تھی سر پر برقعہ ڈالا "گول مارکیٹ چلی گئی یا لالو کھیت اب یہ نئے نئے ناموں کے اسٹور۔۔۔ کم بخت مارے بھاؤ تاؤ بھی نہیں کرنے دیتے۔"

آئے میں کہتی ہوں۔۔۔ ادھر تو چوری کے اتنے موقع ہیں پھر کیسے ممکن ہے موئے ہاتھ صاف نہ کرتے ہوں۔" دادی نے سادگی اور بھول پن کی حد کر دی۔

"اماں ادھر جگہ جگہ کیمرے لگے ہیں۔ ہر چیز ریکارڈ ہوتی ہے۔" کوئی بولا۔

"کیمرے۔۔۔" دادی کی آنکھیں پھیلیں۔

"ہاں اماں! خفیہ کیمرے ہو سکتا ہے یہ سر پر لگا بلب کیمرہ ہو۔ یہ جیم کی بوتل بھی کیمرہ ہو سکتی ہے۔" ایک اور بندے نے بھی سنسنی کو بڑھا دیا۔

"اے صومی۔۔۔ سونی۔۔۔ کس قدر نالائق اولاد ہے۔ ذرا جو بڑوں کی عزت کا خیال ہو۔" دادی یکدم اشتعال میں آگئیں اور شدید شرمندہ، دادی سے کسی قدر اجنبی کا تعلق بنے پوتوں کو باری باری دو ہتھڑ رسید کیے۔

"اب ہم نے کیا کر دیا دادی۔۔۔ صومی، سونی کو رشتے کا پاس تھا۔ سونی نے تھپڑ کی تکلیف برداشت کر لی مگر پلٹ کر اس قدر تماشا بنواتی دادی کی طرف دیکھا نہیں۔

"تمہیں پتا تھا کہ ادھر جگہ جگہ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔"

"ہاں دادی۔۔۔! اب تو سیفٹی کے لیے ہر جگہ کیمرہ لگا ہے۔" صومی بےزار تھا۔

"اف آپا۔۔۔! خود شاپنگ کی سزا دادی کے لیے تھی؟ بیڑہ غرق تو ان دونوں بھائیوں کا ہوا تھا۔"

"ارے گدھے۔۔۔ تو مجھے پہلے بتاتا ناں۔" دادی کے چہرے پہ سراسیمگی پھیلی۔ سونی یک لخت کرنٹ کھا کر مڑا۔۔۔ اس نے دادی کو دیکھا اور پھر چاروں جانب کی دنیا کو، جو سب خریداری بھول بھال بس دادی کو سنتے تھے اور اب دیکھ بھی رہے تھے۔

"او خدا!" سونی دادی کے نزدیک ہوا۔

"آپ نے کہیں کچھ اٹھا تو نہیں لیا۔۔۔ چپکے سے؟" صومی کا رنگ فق ہو گیا سونی کا تو حلق پہلے ہی خشک ہو گیا تھا اور سونی نے لاکھ سرگوشی کی تھی مگر کئی کانوں میں پڑی تھی۔

"اے منحوس مارے۔۔۔ میں کیا کوئی چور ہوں۔" دادی کو تو جیسے کسی نے گریبان سے سرعام پکڑ لیا۔ مارنے کو ہاتھ بڑھایا مگر سونی ذرا ڈرا ہوا تھا۔ بازو کا گوشت تو چونٹنے میں نہ بھر سکا شرٹ ہی نچوڑ ڈالی۔

"تو پھر اتنا صدمہ کس چیز کا۔۔۔ کیمرہ لگے نہ لگے۔" سونی کسی سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔ شرٹ کی ساری استری خراب کر دی۔

"ارے ناہنجار۔۔۔ میں اس لیے جوڑے کی جگہ اپنا نیا چکن والا سوٹ پہن آتی۔ اور بال بھی اچھے سے بنا لیتی۔ مگر یہ آج کل کی اولاد اپنی پینٹوں کی کریزیں بنانے سے فرصت ملتی تو دادی کے لیے کچھ سوچتے۔"

"دادی!" صومی، سونی کی بےیقین صدماتی آواز ایک ساتھ ابھری جبکہ دوسری طرف جہاں تک دادی کی آواز پہنچ رہی تھی۔ قہقہے گونجنے لگے تھے۔

لوگ سب بھول بھال کر گردنیں اچکا اچکا کر دادی کو دیکھنا چاہ رہے تھے۔ دادی، جو ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے ہوئے اب دوپٹے کو درست کر رہی تھیں۔

نگاہیں اوپر جیم کی بوتل پر تھیں۔ بےخبری تک تو ٹھیک تھا اب جبکہ انہیں کیمرہ کی موجودگی کا پتا تھا تو۔۔۔ بعد کی ساری شاپنگ صومی، سونی نے کسی قدر سکون

سے کی کہ دادی کی زبان بند تھی۔ وہی چیزیں لیتے رہے جن کے بارے میں لسٹ میں درج تھا۔

ورنہ اس سے پہلے تو دادی با آواز بلند ہدایات جاری کررہی تھیں۔

"اے صومی! وہی کیچ اپ اٹھانا جس کے ساتھ چاٹ مسالا فری ہے۔ اور وہی صرف لے جس کے ساتھ برتن دھونے کا صابن دے رہے ہیں۔" جبکہ کنجوس محتاط آپا... کوالٹی پر کمپرومائز نہیں کرتی تھیں۔ مگر دادی کو کون سمجھاتا۔

مگر یہ دنیا... اسٹور میں موجود تمام لوگوں کی نظریں پھر بھی دادی... اور صومی 'سونی پر تھیں۔

کیونکہ تھک ہار کر دادی پر زور فرمائش کرکے بچوں کی طرح ٹرالی کے اندر جا بیٹھی تھیں۔ اور صومی 'سونی ایک ہاتھ میں سامان پکڑے دوسرے سے ٹرالی کو دھکیلتے۔ اپنی پیدائش پر افسوس کرتے 'دادی کو لیے اسٹور سے باہر تک آئے۔ پہلے سارا سامان رکشے میں بھرا پھر دادی کو بمشکل تمام ٹرالی سے نکال کر رکشہ میں گھسیڑا اور محاورتا "نہیں حقیقتاً" منہ چھپا کر بھاگے۔

☼ ☼ ☼

"آپا یہ طلعت بھائی جان تو بالکل بھی ایسے نہیں ہیں جیسے ڈراموں کے ہیرو ہوتے ہیں۔" سونی کے سوال میں مایوسی تھی۔ جیسے وہ چاہتا ہو آپا کہہ دیں' نہیں یہ ہیرو جیسے ہیں۔

اور ہیرو تو وہ پہلی نظر میں ہی نہ لگتے تھے۔ دوسری تیسری نظر بلاوجہ کی محنت ہی ہوتی۔

اونچے لمبے سے... سریالوں سے بھرا تھا۔ یونہی بلاوجہ کی کرخت نگاہیں اور بے حد سنجیدگی... سانولے نقوش میں کوئی جاذبیت نہیں تھی۔ کھلے ہاتھ پیر کا ایک آدمی... ہاں ایک پکا آدمی... لڑکے والی تو کوئی بات تھی ہی نہیں۔

"نہیں' ہیرو تو وہ ہیں۔" آپا کی آواز ٹھنڈی آہ کی صورت تھی۔ ایک عجیب سی ناقابل فہم مسکراہٹ بھی تھی۔

"اچھا... افسانوں والے ہیرو... سچ۔" صومی نے کون سے افسانے پڑھے تھے۔ آپا نے تو پڑھے تھے بہت سارے... اب صومی کو کیا پتا ہیرو کتنی قسموں کے ہوتے ہیں۔

"افسانوں میں طلعت نام کا ہیرو نہیں ہوتا۔ وہ اتنا کرخت چہرے اور روکھے رویے والا بھی نہیں ہوتا۔ بے تاثر آنکھیں تو بالکل نہیں ہوتیں۔ افسانوں کے ہیرو کا نام بہت خوب صورت ہوتا ہے۔ وہ منہ سے نہ بولے تب بھی آنکھوں سے سب کہہ دیتا ہے۔ ملنسار ہوتا ہے۔ محبت 'خیال سے گندھا' بے غرض اور..." آپا خلا میں دیکھتے ہوئے ہیرو کی خصوصیات کھوج رہی تھیں۔

"تو پھر آپ کیوں کہہ رہی ہیں کہ وہ ہیرو ہیں۔" سونی کو یہ دوہرے جواب پسند نہیں آرہے تھے۔

"بہت بھولے ہو تم دونوں۔" آپا کا لہجہ مدھم ہو گیا۔ مگر لہجے میں در آنے والی حسرت 'کم مائیگی... مایوسی اور ایسی ہی کتنی ساری کیفیتیں صاف محسوس ہورہی تھیں۔

"ہیرو والی کوئی بھی کوالٹی نہ ہونے کے باوجود وہ ہیرو اس لیے ہیں کہ ایک غریب یتیم... بے آسرا اس بڑے سے شہر بلکہ اس بڑی سی دنیا کے کسی کونے میں بے نام ونشان لڑکی... جو شاید خوب صورت بھی نہیں ہے' سیدھی سادی پرائیویٹ بی اے اور سب سے بڑھ کر جس کی عمر ہر گزرتے سیکنڈ میں گھنٹوں کے حساب سے بڑھتی ہے۔ ایسی لڑکی کو پسند کرنے والا... اپنی زندگی کا حصہ بنانے کا خواہش مند ہیرو ہی کہلائے گا ناں اتنا باہمت... اتنا دل والا..."

آپا لمبے جواب کے بعد تھک گئی تھیں شاید... لہسن چھیلنے میں جت گئیں۔ اور کیا یہ بھائی لمبا جواب فقط سننے سے تھک گئے تھے۔ جو خاموشی اتنی طویل ہوئی کہ جون کی گرمی سے بڑھ کر محسوس ہونے لگی۔

"آپ اپنا مذاق اڑا رہی ہیں آپا!" صومی صدمے میں گھرا بہت دیر بعد بول پایا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ آپا ایک جھوٹا سچا جواب دیتیں۔ سونی کی شاکڈ آواز آئی'

وہ جیسے کسی کنوئیں کی گہرائی سے بول رہا تھا۔
"آپ میں اتنی برائیاں ہیں آپا؟"
آپا کے ہاتھ رک گئے اور نظریں اٹھ گئیں۔
"اور یہ آپ کو کس نے بتائیں۔ ہمیں تو آج تک نہیں پتا چلا۔ ہم تو کہتے ہیں دنیا کی سب سے بہترین آپا... صرف ہماری عینا آپا ہیں۔ آپ مجھے صرف اس شخص کا نام بتا دیں جس نے آپ کے بارے میں یہ بکواس کی ہے۔"
صدماتی لہجہ کچھ جارحانہ اور منتقم ہو گیا۔ سونی کے نتھنے پھڑکنے لگے تھے۔ اس کا چہرہ بھی سرخ ہو گیا تھا۔ وہ اپنے اشتعال پر قابو نہیں پا رہا تھا۔
"یہ باتیں کبھی کوئی زبان سے نہیں کہتا۔ سمجھنے کی ہوتی ہیں۔" آپا کا جواب قطعیت لیے ہوئے تھا۔
"آپ اتنی بری باتیں سوچتی ہیں آپا!" سونی کو آپا کی سوچ کی کمتری پر افسوس ہوا تھا۔
"ہمیں تو آپ ہمیشہ پازیٹو رہنے کا درس دیتی تھیں۔" صومی کو بھی صدمہ تھا۔
"ہاں تو میں اب بھی پازیٹو ہوں... اتنا سب ہونے کے باوجود میں اپنی قسمت پہ روتی نہیں صبر و شکر کرتی ہوں۔ اور اس بات پر یقین رکھتی ہوں کہ اللہ نے یقیناً "میرے لیے بہت کچھ اچھا سنبھال کر رکھا ہے۔" جو وقت آنے پر مجھے مل جائے گا۔ میں مایوس یا بدگمان تو نہیں۔" آپا اب مسکرائی تھیں۔
مگر صومی سونی کے لبوں پر ذرا پھیلاؤ نہ آیا۔
"تو طلعت بھائی جو کہ بالکل بھی ہیرو نہیں ہیں۔ آپ پھر بھی ان سے شادی کرنے کو تیار ہیں۔" صومی کے لہجے میں بڑا پن آگیا۔ جیسے وہی تو اصل فیصلہ ساز ہو۔
آپا نے چند پل سوچ کر جواب کے لیے لب کھولنے چاہے مگر تب ہی سونی کو جیسے کچھ یاد آیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر چپ رہنے کا اشارہ دیا۔ اسے پہلے ایک ضروری سوال پوچھنا تھا۔ جو دراصل سب سے زیادہ اہم تھا۔
"بھائی! یہ مت پوچھ کہ آپا ان طلعت بھائی سے شادی پر تیار ہیں یہ پوچھو یہ دراصل شادی کس قسم کے شخص سے کرنا پسند کریں گی؟"
صومی تو صومی... آپا تک کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ ہمیشہ ایک قدم پیچھے رہنے والا اس کا چھوٹا سا بھائی، جو ہر بات پوچھتا تھا اور وضاحت کے بغیر تسلی نہیں پاتا تھا۔ اتنی گہری بات کر دے گا وہ بھی اس قدر سنجیدگی سے...
اور عینا نے سوچا وہ کیا بتائے کس قسم کا آدمی... وہ عمر، معاشرتی رتبے، شکل و صورت کے جس مقام پر کھڑی تھی۔ وہاں تو بس شکر ادا کرنا رہ جاتا کہ وہ اب بھی پسند کر لی گئی ہے اور گھر بس جائے گا۔ دادی کی بے چینی کو قرار آجائے گا۔ دادی جو بہت خوش تھیں بے حد، بے حساب، یہ حقیقت تھی کہ نازنین کے بیٹے سے نور عین کا رشتہ کر دینا، یہ خواہش کرنا ایک قیاس و قیافہ تھا کہ یوں بھی ہو سکتا ہے یا اگر ہو جائے۔
تب عینا نے اس بات کو ان کی خوش گمانی کے خانے میں ڈال دیا تھا۔ مگر وہ حیران رہ گئی جب نازنین نے اپنی آمد کے ساتھ ہی نور عین کا ماتھا چومتے ہوئے کچھ اس قسم کے روایتی جملے بولے جو دادی کی امیدوں پر پورا اترتے تھے۔ دادی نے چمکتی جتاتی نگاہ سے عینا کو دیکھا تھا۔ عینا نے نگاہیں جھکا لی تھیں۔ دادی کا اعتماد اور جوش و خروش حد سے سوا ہو گیا۔
اور اس کے بعد کسی چیز کی گنجائش بچتی ہی نہیں۔ متوقع منگیتر طلعت گھر کے اندر ہی ہوتا تھا، عینا نے کوئی گھونگھٹ نہیں کاڑھا تھا۔ وہ اپنی روٹین کے فرائض انجام دیتی۔ پھر رمضان کے باعث ویسے بھی ہر شے بڑی سلو موشن میں ہو جاتی ہے۔ ہاں وہ طلعت کو آتا جاتا دیکھ کر ایک پل کو خاموش ضرور ہوتی تھی یا ایک سرسری سی نظر ڈال کر دوبارہ مگن...
اور یہ سرسری نظر ہی بتاتی تھی۔ کسی حد تک بے زار مگر مروت میں بندھا شخص... جو ہمہ وقت ایک بہت بڑی سکرین والے جدید موبائل کے ساتھ لگا رہتا۔ دادی بڑی محبت سے اسے لے کر بیٹھتی تھیں۔ تو جواب اتنے مختصر ہوتے عموماً "ہوں ہاں" کہ دادی کو بات برائے بات میں شدید پریشانی ہونے لگتی۔
گفتگو تو تب ہی بڑھتی ہے ناں... جب باہم کی

جائے۔ اب ایک ہی بولے تو تو بات نہیں بنے گی۔ شخصیت بھی تب ہی کھلتی ہے۔ جب خیالات کا اظہار کیا جائے۔ جبکہ دادی نے یہ تک بڑی مشکل سے جانا تھا کہ وہ کھانے میں سب سے زیادہ شوق سے کیا کھاتا ہے۔

کسی کو مائل کرنے کے لیے پہلے قائل کرنا پڑتا ہے۔ متوجہ کرنا پڑتا ہے۔ آپا کو ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ جبکہ ادھر ضرورت تھی ہی نہیں۔ موصوف نے تو صومی.... سونی تک کو ہوں.... ہاں سے آگے بڑھنے نہیں دیا تھا اور وہ دونوں کون سی لگی لپٹی رکھتے تھے۔ دادی کو جتا دیا۔ اتنے چپ ''اکڑو اور اجنبی سرد آنکھوں والے آدمی کو بھائی بنانا مشکل کام ہے'' کجا کہ دولہا بھائی۔

دونوں کے پاس پوری ایک لسٹ تھی جس کے مطابق انہیں یہ شخص اچھا لگا ہی نہیں تھا۔ مگر دادی.... انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں دونوں کو جھاڑ دیا تھا۔

''ارے امریکی ہے وہ امریکی.... تمہاری ہماری طرح باتوں کے چسکورے ہوتے یہ امریکی تو آج اتنی ترقی کر لیتے.... نہیں ناں۔''

''یعنی امریکہ کی ترقی کا راز چپ رہنے بلکہ گم صم رہنے میں ہے۔ اتنا پراؤڈ تو اوباما بھی نہیں ہوگا جتنا کہ۔''

''تو پھر یہ طے ہوا کہ آپا کو شادی کے بعد دو دو کام کرنے ہوں گے۔''

''دو دو کام....'' صومی سمجھا نہیں۔

''اپنے حصے کا تو بولیں گی.... دولہا بھائی کے حصے کا بھی بولنا پڑے گا۔''

اس نکتہ دانی پر دونوں بھائیوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور دادی کا ناراض ہنکارا سنا۔

''تو جب بات یہاں تک پہنچ جائے تو پھر سوال کے کیا معنی.... مگر....''

''میں ان سے شادی کرلوں گی صومی! سونی!'' عینا سوچوں سے ابھری تو فیصلہ سنایا جس نے دونوں کو چونکا دیا۔

''اوہ ہو.... وہ تو آپ کریں گی ہی....

''آپ صرف یہ بتائیں کہ آپ کیسے آدمی سے شادی کرنا چاہتی ہیں؟''

''میں نے کبھی اس بارے میں سوچا ہی نہیں۔''

''تو اب سوچ لیں.... یہ کون سا مشکل کام ہے اور دیکھیں ہمیں بہلانے کی کوشش نہ کریں۔ ہم سب جانتے ہیں اور ہمیں شریک راز کر کے آپ گھاٹے میں نہیں رہیں گی۔''

اور بھائیوں کے لہجے میں کچھ تھا۔ عینا بولنا شروع ہو گئی۔

اس نے کبھی محل گاڑیوں کے خواب نہیں دیکھے تھے۔ اور رشتے اپنے جیسوں میں طے کرنا چاہئیں ایک اجنبی شخص ''اجنبی ماحول.... سب کچھ اجنبی وہ ریوڑ سے بچھڑی بکری نہ بن جائے گی سات سمندر پار.... اور وہ اپنی دادی اور بالخصوص چھوٹے بھائیوں کو چھوڑ کر شادی کے نام پر اتنا دور بستا ہی نہیں چاہتی تھی۔

''تو آپ اس آدمی کی کوالٹی بتائیں جس سے آپ شادی کرلیں گی خوشی خوشی....'' سونی کا سوال ہنوز جواب کا منتظر تھا۔

''ایک عام سا آدمی سونی.... اسی شہر، محلے، گلی کا رہنے والا.... دیکھنے چلنے پھرنے بات کرنے میں ہم سا ہی ہو۔ محنت اور جدوجہد والی زندگی جس میں دونوں برابر کے حصے دار ہوں۔ دو آنکھیں مگر خواب ایک....

ذہن دو مگر سوچ ایک....

ایک ہی دسترخوان پر ایک ہی روٹی کے اکٹھے ٹوٹتے نوالے ''ایک پلیٹ کا سالن یہ نہیں کہ الگ سے میز کرسی رکھ کے اجنبی ناموں اور اجنبی ذائقوں والے کھانے کھاتا شخص.... ایسی اجنبیت میں زندگی کیسے گزر سکتی ہے۔''

''آپ کو نوڈلز اور اسپگیٹی کھانے پہ اعتراض ہے آپا؟'' صومی نے حیران ہو کر پوچھا (طلعت صاحب نے دادی کے کھانوں کی ساری فہرست کو مسترد کرتے ہوئے ایک بڑے سپر اسٹور سے سب ڈبا پیک کھانے

خود ہی لا کر دے دیے تھے، جو وہ کھانا پسند کرتے تھے۔

"بات نوڈلز یا اسپیگیٹی کی نہیں ہے۔ بات اس اجنبیت کی ہے۔ جو اس عمل سے ہم سب کو محسوس ہوئی۔ وہ سب سے الگ بیٹھ کر کرسی ٹیبل پر مزے سے کھا رہے تھے اور ہم سب نیچے زمین پر۔ کیا یوں نہیں لگا تھا کہ ساری بھوک ہی اڑ گئی۔

رعایا۔۔۔ پر جا والی صورت حال بن گئی تھی۔

"وہ امریکہ میں پیدا ہوئے ہیں آپا۔۔۔ ساری زندگی وہیں گزاری' وہ وہاں کا حصّہ ہیں۔ تو ان کا طرز زندگی بھی تو ویسا ہی ہو گا۔" صومی نے معاملہ فہمی کا مظاہرہ کیا۔

"مجھے اس بات پر اعتراض نہیں۔ مگر وہ اپنا منہ بند رکھ کے خاموشی سے کھا بھی تو سکتے تھے۔"

"میرے نزدیک تو یہ برائی نہیں' یہ تو بلکہ صاف گوئی ہوئی۔ مروت میں آجاتے تو بھوکے نہ مرتے۔" صومی بہت سنجیدگی سے ہر اعتراض کی وضاحت دے رہا تھا۔

"ایسی صاف گوئی کس کام کی جو دوسروں کا دل توڑ دے۔"

"میں ایسے بدمزہ تیز مرچ والے ہیوی کھانے کھا ہی نہیں سکتا مام۔۔۔ پلیز مجھے بریڈ میں سلاد رکھ دیں۔" آپا نے نقل اتاری۔

"آپ کو اس بات کا غصّہ ہے کہ انہوں نے آپ کے کھانوں کی برائی کی۔" صومی کا یہ بچکانہ پن تھا۔

"انہوں نے کھانوں کو چکھا تک نہیں۔" عینا نے تیزی سے حقیقت بیان کی۔

"آپ تو سارے کھانے اچھے بناتی ہیں آپا۔۔۔ آپ ان کے فلیور کے حساب سے بنا دیتا۔" سونی نے آسان حل پیش کیا۔

"رہنے دو۔۔۔ عینا اس بحث سے اکتا گئی۔" مجھے کچھ نہیں کرنا اور اگر سیدھی بات سننا ہی چاہتے ہو تو وہ تو پھر یہی ہے کہ مجھے یہ آدمی پسند ہی نہیں آیا۔"

"تو ٹھیک ہے ہم دادی سے کہہ دیتے ہیں آپ کو شادی نہیں کرنی۔" سونی نے پرسکون انداز میں کہا۔

شکر بحث نتیجہ خیز ثابت ہوئی تھی۔

"اں۔۔۔ ہاں۔" آپا نے سونی کا ہاتھ پکڑ کر روکا مبادا ابھی جا کر اعلان کر دے۔

"پسند نہ آنے کے باوجود میں شادی کروں گی۔" عینا کا لہجہ قطعی تھا۔

"مگر کیوں؟" صومی کے انداز میں احتجاج تھا۔

"ہاں آپا۔۔۔ پھر بھی۔" سونی نے بھائی کی تائید کی۔

"تمہیں پتا ہے میرا' آخری رشتہ تین سال پہلے آیا تھا۔" آپا کی آواز صاف تھی۔

"رشتے والی اماں سیداں' دو سال تک اس رنڈوے کا رشتہ لے آئیں جس کے چار بچے ہیں۔ اور بے حد اچھا ہے اور خوب کماتا ہے۔ نماز روزے کا پابند پھر بھی دو سال سے اسے رشتہ نہیں ملا اور اماں سیداں کہتی ہیں۔ میرے لیے وہ بہترین بر ہے۔"

"اور لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں' دادی نعمت آرا! جان بوجھ کر پوتی کو نہیں بیاہتیں کہ اس بڑھاپے میں انہیں چولہا چوکا کرنے پڑے گا۔ اور جو شادی کی عمر تھی اس میں تو عینا بھائیوں کو پال رہی تھی۔"

"آپ ابھی بالکل ینگ ہیں آپا!" سونی کی آواز اچنبھے سے بھرپور تھی۔

"اور دن بھر مجھ سے یونہی بلاوجہ لڑتی جھگڑتی دادی۔ رات کو سجدے میں گر کر اتنا روتی ہیں کہ جاء نماز بھیگ جاتی ہے۔"

"ہمارے معاشرے میں بیٹی کے رشتے کے لیے خود سے پیغام نہیں بھجواتے۔ دادی نے پورے خاندان میں جا کر خود اپنے منہ سے کہا۔ نام نہاد رشتے داروں کو بلاوجہ گھر بلا بلا کر میرے ہاتھوں کے خوب ذائقے دار پکوان کھلائے' مجھ سے دوپٹے کڑھوا کر۔۔۔ کروشیہ بنوا بنوا کر لڑکوں کی ماؤں' دادیوں کو بھیجے۔ مگر کیا حاصل ہوا۔ جب ان لڑکوں کی شادیاں کہیں اور طے کر دی گئیں تو مجھے بری کے جوڑوں پر کروشیہ اور قمیصوں پر کڑھائی کروانے کے لیے بھیج دی گئی کہ آپ کی پوتی کے ہاتھ میں بہت صفائی ہے۔"

عینا کو پتا نہیں چلا کب گالوں پر آنسو بہنے لگے

تھے۔

"دنیا اسٹیٹس دیکھتی ہے۔ یا تو لڑکی کے اماں ابا اونر ہوں یا بھائی بڑے عہدوں پر.... یا پھر لڑکی خود بلینک چیک جیسی ہو۔ خالی سلیقے کو کون پوچھتا ہے۔ اچھے کھانے بنانے کے لیے کک رکھ سکتے ہیں۔ کڑھائیاں، سلائیاں کرنے کو درزی ہیں ناں! ایسے میں یتیم و اسیر لڑکی اپنے ساتھ کیا لائے گی۔ اس لیے میرے بھائی میں یہ شادی ضرور کروں گی۔ یہ طلعت جیسے بھی ہیں میں گزارا کرلوں گی۔ وہاں جاکر کمانا پڑا تو کمالوں گی۔ خوب محنت کروں گی۔ بلکہ میں نے تو یہ بھی سوچ لیا ہے جب وہاں سیٹ ہو جاؤں گی تو تم دونوں کو بھی بلالوں گی۔ پھر خوب پڑھنا اور پیسے کمانا امیر ہو جانا۔"

آپا نے بہت سنجیدہ، دکھی باتوں کو مزاح کا رنگ دیا اور سونی کو امیر ہو جانے کی خوش خبری سنا کر مسکرا دینے کی خواہش میں گدگدایا مگر.....

"بس میں دادی سے کہہ دیتا ہوں کہ ان مہمانوں کو منع کردیں۔ ہمیں نہیں کرنی یہ شادی۔"

"شادی تمہیں نہیں، مجھے کرنی ہے اور میں راضی ہوں۔ سمجھے۔"

عینا نے لہجے کو بشاش کرلیا۔ چند لمحے پہلے کی کسی بات کا شائبہ تک نہ تھا۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، کچھ کیا بھی نہیں۔

"اب تم یہاں سے اٹھو.... روزے میں مجھے اتنا بلوایا تم نے — افطاری کا اہتمام کرنا ہے۔"

"فائدہ.... ان طلعت بھائی نے کون سا روزہ رکھا ہے۔ آنٹی کے پاس بھی بیماریوں کی پوری لسٹ ہے۔"

صومی نے منہ بنایا۔

"لیکن میرے پیارے بھائیوں کا تو روزہ ہے ناں۔"

آپا نے صومی کی ناک دبائی۔

"بولو کیا کھاؤ گے؟" اب سونی سے پوچھا۔

صومی، سونی نے اس ٹاپک پر یقیناً" پہلی بار اتنی تفصیلی گفتگو کی تھی۔ باقاعدہ بحث مباحثہ اور نتیجہ بھی۔ مگر دیوار کے اس پار ازین کو اس ساری بات

چیت میں کوئی نیا پن محسوس نہیں ہوا تھا۔ یا پھر یہ کہ اس کی سوئی ایک پوائنٹ پر آکر رک گئی تھی۔ سونی اور صومی اور آپا۔ چند ایک جملوں کے فرق سے ازین اور ازین کی اپنی آپا۔

ازین کو لگا جیسے کسی نے سالوں پہلے کی ایک فلم ریوائنڈ کر کے چلادی ہو۔

ہاں یہ خوش آئند (شاید) بات تھی کہ نئی کہانی کے انجام کا صفحہ ابھی خالی تھا۔ اس وقت ردو بدل کی گنجائش تھی۔ جبکہ پرانی کہانی۔ پرانی کہانی اختتام پذیر ہو چکی تھی۔ آخری ریل چل رہی تھی۔

وہ کہانی جو ازین کے گھر سے شروع ہوئی تھی۔ جب ازین ایک چھوٹا بچہ تھا ایک حساس، بحث کرنے والا، تین بہنوں کے بعد پیدا ہونے والا بیٹا۔

ہاں بعد میں ازین کی دو بہنیں اور دو بھائی اور بھی پیدا ہوئے مگر ازین، ازین ہی تھا۔

ازین کے والد۔ ایک گارمنٹس کمپنی میں ڈیلی ویجز پہ کام کرنے والے آدمی جن کی زندگی اوور ٹائم کے گھنٹوں کو گنتے ہوئے یوں گزر رہی تھی۔ جیسے کسی نلکے سے بے آواز رستا پانی۔ بظاہر ٹونٹی کسی ہوئی لگتی ہے۔ مگر دراصل سب ختم ہو رہا ہوتا ہے۔

ازین کی امی۔ سلائی کر کے آمدنی بڑھانے کچھ سہولت حاصل کرنے اور شوہر کا بوجھ کم کرنے کی خواہش مند ایک مخلص، جفاکش، صابر عورت۔

ازین کی نانی۔ جو بیوہ ہو جانے کے بعد بہو کے ناروا رویے سے عاجز آکر ایک روز بس یونہی نجانے کہاں جانے کے لیے گھر سے نکل کھڑی ہوئیں یہ سوچ کر کہ اب دوبارہ بیٹے کے گھر قدم نہیں رکھیں گی۔

تب ازین کے ابو نے یاد دلایا آپ نے بیٹے کے گھر نہ جانے کی قسم کھائی ہے بیٹی کے گھر آکر رہیے۔

نانی کو کرنٹ لگا "اوئی۔ اس عمر میں اپنی تھو تھو کروالوں۔ بیٹی کا گھر.... کوئی بیٹی کے گھر بھی آکر رہتا ہے۔ دنیا جینے نہ دے گی۔ توبہ کرو توبہ۔"

"آپ بیٹی کے گھر آکر رہیں گی تو دنیا یقیناً" باتیں

کرے گی۔ آپ بھتیجے کے گھر آکر رہیں۔ کسی مائی کے لال میں جرات نہیں کہ منہ سے بھاپ بھی نکالے۔ اگر آج آپ کے بھائی، میرے ابا زندہ ہوتے تو ان کے پاس جاتیں؟''

''آئے ہائے!'' نانی نے ہوکا بھرا۔ ''وہ تو مجھے ہاتھ پکڑ کر لے آتا' بلکہ منہ باندھ اور ہاتھ باندھ کے۔'' نانی کو بھائی کی محبت و مان یاد آگیا۔

''اچھا اور یہ جو گھر ہے۔ جواب میرا اور میرے بچوں کا ہے۔ یہ کس نے بنایا تھا۔؟''

''کس نے بنانا تھا۔ آبائی گھر ہے میرا۔ اللہ اس کی رونق برقرار رکھے۔'' نانی جوشیلی سی ہوگئیں۔

''اب آپ کچھ نہیں بولیں گی پھوپھو۔''

نانی کارگزار تھیں۔ وہ چند دنوں میں یوں گھر کا حصہ بن گئیں جیسے ہمیشہ یہیں تو رہتی تھیں۔ اور پھر وہ دن آیا جب وہ گھر کا جزو لاینفک بن گئیں کہ سلائی مشین پہ جھکی۔ کھانستی۔ آنکھ صاف کرتی امی۔ ایسے ہی کھانستے کھانستے دم دے گئیں۔ بہت بڑا صدمہ۔ مگر جھیل لیا گیا۔ بہت بڑا خلا مگر نانی نے یوں پُر کردیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

بچوں کی تربیت۔ باورچی خانہ۔ روٹی ہانڈی۔ وہ کسی جفاکش تنومند ماں کی طرح کرتی تھیں۔ پھر بیٹی کی چھوڑی سلائی مشین سنبھالنے کی کوشش کی مگر یہ مشکل کام تھا۔ بڑھاپا آڑے آگیا۔ ہمت جوان تھی مگر کمر اور نظر نے ساتھ دینے سے صاف انکار کردیا۔

پہلی بار احساس ہوا۔ کتنے بہت سارے خاموش خرچے تھے جو اس سلائی مشین نے اٹھا رکھے تھے۔ اور اب منہ پھاڑ کر بولنے لگے تھے۔ اور اس سے پہلے کہ چلا اٹھتے۔ مشین پر ازین کی آپا زینی بیٹھ گئیں۔

وہی تخت' وہی مشین' وہی مشین کے چلنے کی آواز۔ بظاہر کچھ نہیں بدلا تھا۔ مگر ازین کو آپا کا وہاں بیٹھنا کھلتا تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ لپٹا کر سلاتی تھیں۔ پڑھاتی تھیں اور کھلاتی تھیں اب اتنی مصروف

''تم پڑھ لکھ کر بڑے آدمی بن جاؤ گے تو مشین چھوڑ دوں گی۔''

اور ازین کو پڑھنے کا۔ اور کچھ بننے کا شوق تھا۔ اسے یہ شرط مشکل نہ لگی۔ آپا کی مشین چلتی رہی۔ اور وہ امتحانات میں پوزیشن لاتا رہا۔

اسے کیا پڑھنا ہے۔ کہاں پڑھنا ہے۔ کیا کتاب لینی ہے۔ کوئی کوچنگ' بس آپا کو سرسری سا بتا دیتا۔ اور وہ چیز ہو جاتی تھی۔

آپا سے چھوٹی والی دونوں باجیوں کی شادیاں بھی ہوگئیں۔ آپا مشین چلاتی رہیں' ازین کا ہر قدم کامیابی کی جانب گامزن تھا۔ چھوٹے بہن بھائی پرائیویٹ اسکولوں میں زیر تعلیم تھے۔

اور ایک ایسا وقت جب وہ کامیابیاں سمیٹ رہا تھا۔ ابا کے جھکے کندھے اور نانی کے سجدوں کی طوالت اور ہو کے اور وظیفے۔

وہ ہائی بلڈ پریشر کی مریض بن گئیں۔ اور ابا ہارٹ پیشنٹ۔

''بس آپ مریض کو ٹینشن سے دور رکھیں۔ ٹینشن اسی طرح کے مریض کے لیے ٹھیک نہیں۔ بس مریض کو خوش رکھیں۔ مریض ٹینشن نہ لے۔'' دونوں جانب کے ڈاکٹرز کی سب سے اہم ہدایت یہی ہوتی۔

''آخر کس چیز کی فکر و پریشانی ہے۔ آپ کو آئے دن زبان کے نیچے گولی رکھنی پڑتی ہے اور نانی آپ کا بی پی ہر بار ڈینجر زون میں ہوتا ہے۔ اب کس چیز کی فکر نانی۔ میری تعلیم مکمل ہونے والی ہے۔ پھر جاب۔ مشکل وقت تو کٹ گیا ناں۔'' ازین کا لہجہ تسلی اور یقین سے بھرپور تھا۔ مگر نانی سنبھلنے کے بجائے بری طرح سے بکھر گئیں۔

''کون کہتا ہے مشکل وقت کٹ گیا۔ وقت تو ٹھہر گیا ازین۔'' وہ پھٹ پڑی تھیں گویا اور پھر جب بولنا شروع ہوئیں تو ازین صرف حیران تھا۔ یہ اتنی سامنے کی بات کیسے اوجھل رہ گئی۔ نانی اپنی کہہ کر اس رات ہلکا پھلکا ہو کر سو گئیں۔ شاید بوجھ اتار۔ اور ننگی چارپائی پر بازو

کے تکیے پر سر رکھے ازین آسمان کو دیکھتا تھا۔ کبھی کبھار ابا کے کھانسنے کی آواز آجاتی۔ دو چھوٹی بہنیں ایک ہی چارپائی پر گہری نیند میں غرق ہلکے ہلکے خراٹے لے رہی تھیں۔ بے فکر، پرسکون نیند۔

دونوں چھوٹے بھائی چھت پر سوئے تھے۔

اگر نیند بھی قسمت میں لکھی ہوتی ہے اور آرام بھی۔ تو وہ تو ازین کو آج پتا چلا آپا کی قسمت میں نیند کتنی کم لکھی گئی تھی۔ اور آرام۔؟

اس نے تو کبھی نہیں دیکھا تھا آپا کو آرام کرتے ہوئے۔ وہ کام کام اور بس کام کی عملی تفسیر تھیں۔ اور سوتے بھی۔ ہاں وہ سب کے سونے کے بعد نجانے کب سوتی تھیں۔ سب کے اٹھنے سے پہلے یقیناً اٹھی ہوتی تھیں۔

اور کیا پتا۔ ازین نے کروٹ بدلی۔ سوتی بھی تھیں یا نہیں۔

تخت پر آپا کی سلائی مشین ذرا سرکی پڑی تھی۔ مشین میں ایک کپڑا اب بھی لگا تھا۔ ادھ کھلی قینچی۔ اور دیوار کی طرف رخ موڑے کہنی پر بازو ٹکائے سوتی آپا۔

"وہ عام شکل و صورت کی ہے۔ اس کی عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ اس سے چھوٹی بہنوں کو بیاہ دیا گیا۔ اور سب سے بڑا عیب اب یہ بھی ہے کہ ان سب باتوں کے باوجود اگر اسے کوئی بیاہتا بھی ہے تو غریب باپ کیا دے سکے گا۔ جہیز کے نام پر۔ اس لیے۔"

ازین ذہین تھا پڑھا کو۔ لیکن اس معاملے پر اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ ہاں آپا کی شادی تو سب سے پہلے ہونی چاہیے تھی۔ اسے اب خیال آیا۔

"جہیز جمع ہو جائے گا نانی۔ اور یہ عام شکل و صورت کیا ہوتی ہے۔ اتنی پیاری ہیں آپا۔!" ظاہر ہے یہ جملے ایک بھائی کی بہن کے لیے محبت تھے۔ نانی نفی میں سر ہلاتی رہیں۔

"کون کرے گا جہیز جمع۔ نجانے کتنی کمیٹیاں بھرتی ہے۔ اور سب کی سب لے چکی ہے اور جو نئی لے گی، اس کا حساب پہلے جوڑ چکی ہے۔ تمہاری فلاں فیس۔ چھوٹوں کا کالج میں داخلہ۔ بہنوں کے لیے فلاں ڈھمکاں۔"

"اور ابا کی تنخواہ۔؟" ازین نے پوچھا۔

"اس تنخواہ سے تو بس سب لوگ تین ٹائم روٹی کھا پاتے ہیں۔ سیدھی اور صاف بات تو یہی ہے کہ تم سب بہن بھائیوں کی پڑھائیاں۔ زینی کی سلائی کا ایک ایک ٹانکا ہے۔"

"تو آپ انتظار کریں نانی۔ میری پڑھائی مکمل ہونے والی ہے۔"

نانی اچھل پڑیں۔ "ارے کتنے آرام سے کہہ دیا انتظار کرلوں۔" نانی نے اس کی کم عقلی پر ماتم کیا۔

"شادی بیاہ کی ایک عمر ہوتی ہے بچے۔ اب یہ رشتہ جو آیا ہے اسے بھی غنیمت جانو۔ بیوی سے بنی نہیں تو اسے فارغ کردیا۔ اب گھر میں ایک باپ بیٹا ہی بچے۔ زینی محبت والی ہے سنبھال لے گی۔"

"آپا کسی اور کا بچہ کیوں پالیں گی۔"

"کسی کا کیوں۔ اپنے شوہر کا ہو گا۔" نانی سب سوچ چکی تھیں۔

"مگر نانی۔!"

ازین کو پہلی بار بات سمجھ میں آنے لگی۔

وہ اپنی پڑھائی کی دنیا میں مگن۔ اپنے مقصد کے پیچھے دوڑنے والے ازین کو اندازہ ہی نہ ہوا کہ آپا ان سب کے لیے کیا کر رہی ہیں یا پھر وہ اتنی گہرائی میں کبھی گیا ہی نہیں۔

"ازین تو بات کرنا بچے زینی سے۔ اسے سمجھا اور قائل کرلے، تیری تو وہ بہت سنتی ہے ناں۔" نانی کو ایک اور حل سوجھا۔ اور ازین نے ہامی بھرلی ہاں آپا اسے انکار نہیں کر سکتی ہیں۔ مگر۔

☆ ☆ ☆

"مجھے شادی کرنا ہی نہیں ہے بھیا۔!" آپا زمین پر گھٹنوں کے بل جھکی کسی گلابی کپڑے پر چاک سے لگے نشانوں پر قینچی چلاتے ہوئے مگن تھیں۔ اور اسے یوں پچکارتے انداز میں مخاطب کر رہی تھیں۔

جیسے کسی بچے کو بہلا رہی ہوں۔
"شادی نہیں کرنی مگر کیوں۔؟" ازین نے حیرت سے پوچھا۔
"بس۔" آپا اب کپڑے پر کاٹنے کے نئے نشان لگا رہی تھیں۔
"بس کا کیا مطلب ہے؟"
"شادی کی ایک عمر ہوتی ہے ازین۔" آپا کی آواز بہت مدھم تھی۔ "اور میری وہ عمر گزرے بھی ایک عمر گزری۔"
"جی۔!" ازین حیران رہ گیا۔ "عمر گزر گئی کب؟"
"وہ میرا جہیز تھا جو میں نے منجھلی کو دے دیا تھا۔" آپا بہت آہستگی سے بول رہی تھیں۔ آواز میں ملال نہیں تھا۔ مگر بس جیسے انہیں یاد کرنے میں کچھ مشکل ہو رہی ہو۔ "اور یہ بارہ سال پہلے کی بات ہے۔"
"اور وہ تمام چیزیں بھی نانی نے میرے نام سے جمع کی تھیں جو بیلا کو دے دی گئیں۔" آپا نے خود سے نمبر تین والی کا ذکر کیا۔ "اور یہ دس سال پرانی بات ہے۔ اور اب دونوں کے بچے میرے کندھوں سے اوپر ہیں۔"
"تو آپ نے یہ بات اس وقت کیوں نہ کہی جب یہ سال گزر رہے تھے بڑھتے جاتے تھے۔" ازین بہت دیر بعد صدمے سے ابھرا تو چلا اٹھا۔
"اتنا وقت ملا ہی نہیں۔" آپا اب کسی کپڑے کو ہاتھ سے شانے کی لمبائی تک سے ناپ رہی تھیں۔
"تم لوگوں کی پڑھائی ہم لوگوں کا مستقبل۔ اس سب نے کچھ سوچنے دیا ہی نہیں۔"
"تو یہ پہاڑ جیسی زندگی اب آپ کس کے سہارے گزاریں گی؟" ازین کے منہ سے اچانک نکل جانے والا یہ جملہ نانی کا تھا۔ مگر کپڑا ناپتی آپا کا ہاتھ جہاں کا تہاں رک گیا۔ چہرے کا رنگ اڑ گیا۔
ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ بڑا چبھتا سوال تھا۔ اور اس کا جواب۔
"میری زندگی اب پہاڑ جتنی بچی ہی کب ہے۔ بھیا۔ تم نہیں رکھو گے مجھے اپنے ساتھ۔؟" آپا کے جملے دل چیر دینے، کلیجہ شق کر دینے والے یا پھر کند چھری سے ذبح کرنے جیسے تھے۔ مگر ان کا مسکراتا چہرہ اور امید بھری آنکھیں۔
اور یہی وہ پل تھا جب ازین کو احساس ہوا۔ آپا کیا تھیں اور ان کے لیے کیا کرتی رہی تھیں۔ پوری زندگی۔ پوری جوانی۔ نہ کوئی گلہ نہ ملال۔ بس ایک سوال۔ اور ایسا سوال۔ آہ۔
"آپا۔!" وہ بجلی کی پھرتی سے اٹھا تھا اور آپا کو خود سے لپٹا لیا۔ خود میں بھینچ لیا۔ ان کے ماتھے کے بوسے لیے اور ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگا لیا۔
"میرا سہارا آپا۔ لیں یہ میرے ہاتھ رکھے ہیں۔" اس نے اپنی ہتھیلیاں زمین پر سیدھی رکھیں۔ "آپ ان پر اپنے پیر رکھیں آپا۔ اور میرا سہارا آپا۔ آپ نے سر پر ہاتھ نہ رکھا ہوتا۔ سب کچھ ہوتا مگر وہ نہ ہوتا جو آج ہوں۔ اور آپ سہارا مانگتی ہیں میں تو دنیا کو آج بھی آپ کی آنکھ سے دیکھتا ہوں۔ آپ نے ہمیشہ دکھایا۔ میری زندگی میں سب اچھا ہے اور میں نے کبھی نہیں سوچا کہ کیسے اچھا ہے۔"
وہ جذباتی ہیجانی کیفیت کے زیر اثر تھا۔
"لیکن اب بس۔ بہت ہو گیا۔ مزید نہیں۔"
"کیا کرو گے تم بے وقوف۔" آپا نے گال پر ہلکا سا تھپڑ لگایا۔ "تمہارے پڑھنے کے دن ہیں بھیا۔"
"پڑھنے سے منع نہیں کر رہا آپا۔" وہ پرعزم انداز سے بولا "مگر اب بے خبری اور لاپروائی سے نہیں جیوں گا۔" وہ کھڑا ہو گیا تھا۔
اور یہ واقعی اپنے پیروں پر کھڑا ہو جانے کا وقت تھا۔

☆ ☆ ☆

"اے عینا۔ میں کیا کہہ رہی تھی کہ۔" دادی کے جملے کے پیش لفظ سے اندازہ ہو رہا تھا وہ کوئی بہت ہی خاص بات کہنے والی ہیں۔ ورنہ دادی اور تمہید۔ ہچکچاہٹ۔
"کہیے دادی! میں سن رہی ہوں۔" عینا کی آواز سے مصروفیت کا اندازہ ہو رہا تھا (وہ صوفی۔ سوئی کے

کرتوں پر کڑھائی کے لیے چھاپہ لگا رہی تھی۔)

"کب تک بن جائیں گے یہ کرتے؟" دادی نے چھاپہ لگے کرتے کو اٹھا کر ستائش سے دیکھا۔

"جلدی ہی بن جائیں گے دادی!"

"وہ میں کہہ رہی تھی کہ ایک کرتا طلعت کے لیے بھی کاڑھ دیتی۔ نئی نئی رشتے داری بن رہی ہے۔"

"وہ ہمارے پرانے رشتے دار ہیں دادی!" **عینا** نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

"ارے ہاں۔ پر اب تو رشتہ بدل رہا ہے ناں۔ اور پھر وہ مہمان بھی تو ہے۔ مہمان کو تو تحفہ دینا یوں بھی اچھی بات ہوتی ہے۔ اور پھر اسے یہ بھی تو پتا چلے میری **عینا** کتنی سلیقہ شعار ہے۔" دادی شروع ہو گئی تھیں۔

"میں امریکہ جا کر کڑھائی فریم لے کر بیٹھوں گی نا؟" **عینا** نے ٹوکا۔

"اوہو! بیچ میں ٹوکا مت کرو۔ پوری بات سنو۔" دادی نے رعب سے کہا۔

"اچھا۔ ابھی بات پوری نہیں ہوئی۔"

"ہاں ہاں۔ میں چاہ رہی تھی، تم بھی ــ پارلر والر جا کر وہ جو لڑکیاں منہ پر کرواتی ہیں کروالو۔ وہ فیشل ویشل۔ روپ کھل اٹھے گا ویسے تو ماشاء اللہ صورت بڑی پیاری ہے۔"

"دادی! آپ کے بقول نازنین آنٹی۔ اور ان کے بیٹے تو مجھے پسند کر ہی چکے ہیں تو پھر۔"

"اے ہاں ہاں بالکل، مگر میں کہہ رہی تھی۔ عید بھی ہے پھر میں عید پر ہی رسم کرنا چاہ رہی ہوں۔ ایک تو قیامت کی گرمی۔ اللہ اپنے بندوں پر رحم کرے اس موئے سورج نے تو جھلسا دینے کی قسم کھالی۔ اوپر سے لوڈشیڈنگ۔ رنگ بھی دب گیا اور گرمی دانوں کی سرخی بھی ماتھے تھوڑی پر آگئی ہے۔ پھر صبح شام چولہے کے آگے بھی کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ تو میں اسی لیے کہہ رہی تھی۔" دادی نے وضاحت پیش کی۔

اپنا کام روک کر تسلی سے دادی کو سنتی **عینا** نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"میں گھر ہی میں بیسن، دہی اور ملتانی مٹی لگالوں گی دادی۔! آپا نے ٹھہرے لہجے میں کہا۔ "خوامخواہ میں اتنے پیسے لے لے گی وہ پارلر والی۔ ابھی صومی۔ سونی کے عید کے جوتے بھی لینے باقی ہیں۔"

"مگر **عینا**۔!" دادی نے کچھ کہنا چاہا۔

"دونوں کو تو پینٹ شرٹ لینے کا شوق ہے۔ وہی اتنی مہنگی آئی کہ سارا بجٹ خراب ہوگیا۔ یہ بنے بنائے کڑھے کرتے اتنے مہنگے مل رہے ہیں کہ ہاتھ لگاتے ڈر لگے۔ سو میں نے سوچا کہ خود ہی کچھ کرلوں۔" آپا نے تفصیلی جواب دیا تھا۔

"تم کون سا جوڑا پہنو گی **عینا** عید پر۔؟" دادی کو اچانک خیال آیا۔

عینا چونکی۔ ابھی کل ہی تو بازار میں ایک آتشی گلابی جوڑا پسند کر کے آئی تھی پر ڈھائی ہزار قیمت تھی۔ اس نے تو پندرہ سو بڑی مشکل سے کیے تھے۔ اور دل کو راضی کیا تھا کہ اس بار وہ لے ہی لے گی ایک پندرہ سو والا جوڑا۔ مگر اب۔

خود پر خرچ کرنے سے ہمیشہ جان جاتی تھی۔ ہزار بار سوچتی تھی۔ کہ ان پیسوں سے اور کیا کیا جا سکتا تھا۔ اور ہمیشہ دوسری چیزیں جیت جاتی تھیں۔ اس بار بھی یہی ہوا۔ خود پر خرچ کرنے والی ہچکچاہٹ سے جان چھوٹی۔ سیدھا سیدھا کل بازار جاتی اور طلعت کے کرتے کے لیے کپڑا خرید لاتی۔ جان چھوٹی۔

☆ ☆ ☆

"اور آپ کے عید کے کپڑے آپا۔؟" صومی نے پوچھا تھا۔ دونوں آج عید کے لیے جوتے خرید کر لے آئے تھے۔ پینٹ شرٹ پہلے ہی آچکی تھی۔ دونوں خوشی سے نہال تھے۔ سونی نے تو ڈان اسٹائل کے سن گلاسز بھی خریدے تھے۔ صومی کو رسٹ واچ کا شوق تھا، اپنی شاپنگ کو دیکھ دیکھ کر دل ہی نہ بھرتا تھا۔ تب ہی آپا نے کڑھائی والے سفید کرتا شلوار بھی سامنے رکھ دیا۔

"اللہ آپا! دو دو سوٹ!" سوئی کو یقین نہ آیا۔

"اب ان چیزوں کو سمیٹ لو۔ دیکھ دیکھ کر ہی میلے کردو گے۔" آپا کو اب افطاری بنانا تھی

دادی، نازنین آنٹی کے ساتھ کسی رشتے دار کے گھر گئی ہوئی تھیں اور وہ موصوف طلعت صاحب تو صبح کے غائب ہوئے کہیں رات کو لوٹتے اور زیادہ تر کھائے پیے ہوتے۔ سو سارے مزے نازنین آنٹی کے ہوتے۔ جو جی بھر کے کھاتیں۔ ٹھہر ٹھہر کر کھاتیں۔

نازنین آنٹی کے علاوہ اگر کسی کے مزے تھے تو وہ صومی سوئی کے تھے جو ہر روز ایک نیا ذائقہ چکھتے اور آپا کی تعریفیں کرتے۔

"آپ آج کیا بنا رہی ہیں آپا!" سوئی فریج سے نکلے سامان کو کچن کے نزدیک ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔ جبکہ صومی بڑی احتیاط سے کپڑے سنبھال رہا تھا۔

"مونگ کی دال کے سموسے، چکن ویجی ٹیبل رول، اور شاہی ٹکڑے اسپیشل ہیں۔ باقی وہی روٹین کی چیزیں ہوں گی۔"

"آپ مسالا بنا دیں میں سموسے اور رول بھر دوں گا۔" سوئی یہ کام شوق سے کرلیتا تھا۔

"اور تم شاہی ٹکڑے اچھے سے سجا دو گے۔" آپا نے صومی کو دیکھا۔ مگر صومی کا دھیان کہیں اور تھا۔ اس نے عجیب سی نگاہوں سے آپا کو دیکھا پھر شاپنگ کے ڈھیر کو۔

"اور آپ کے عید کے کپڑے آپا؟ صومی نے پوچھا اور سبزی کا شاپر اندر لے جاتی عمنا رک گئی۔

"میں لے لوں گی۔ ابھی تو کافی دن ہیں۔" لاپروائی سے کہا۔

"آخری عشرے میں تو آپ گھر سے نکلتی ہی نہیں۔"

"تھوڑی دیر کو نکل جاؤں گی۔ ایک سوٹ ہی تو لینا ہے۔" آپا نے سرسری لہجہ اختیار کیا۔

آپا..... سوئی کے انداز میں تنبیہہ تھی۔

"صاف صاف بات کریں۔ آپ نے وہ پیسے خرچ کر دیے ہیں۔"

"وہ دادی نے کہا کہ ایک کرتا شلوار اور بھی کاڑھ دوں تو اور.....؟"

"طلعت بھائی کے لیے۔" صومی ہی بولا۔

آپا نے جواب کے بجائے سر جھکا لیا۔

"تم آپا! آخر آپ سب سے آخر میں خود کو کیوں رکھتی ہیں۔" سوئی نے گویا سر پیٹا۔

"میں بنا لوں گی۔" آپا نے تسلی کرانی چاہی۔

"آپ ہمیشہ یہی کرتی ہیں آپا، ہم جانتے ہیں۔" صومی کو گڑے مردے اکھاڑنے میں بھی مہارت حاصل تھی اور بات ہو آپا کی کوتاہیوں کی تو..... اس کی یادداشت میں سب ترتیب وار..... تاریخ اور سن کے ساتھ درج تھا۔

"اچھی بوٹیاں ہمیں دے دیتی ہیں۔ خود مسالے سے لگا لگا کر کھاتی ہیں۔"

"ہمیں دودھ پینے کے لیے دیتی ہیں اور خود....."

"صومی پلیز....." آپا نے ٹوکا۔

"بھائی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ آپ ہمیشہ ایسا ہی کرتی ہیں ہم آپ کو بچپن سے جانتے ہیں آپا..... وہ بھی اچھی طرح سے۔" سوئی کچھ سننے کو تیار نہیں تھا۔

جب تک لاعلمی تھی ٹھیک تھا مگر اگلی صبح ہی سے ازین کے دماغ میں ایک نیا آغاز تھا۔ ابا جس کمپنی میں ساری زندگی ڈیلی ویجز تھے۔ وہ پکے تو نہیں ہوسکے تھے مگر کچھ افسران کی نظروں میں اچھی جگہ ضرور رکھتے تھے۔ ازین نے اسی چیز کا فائدہ اٹھایا۔ اس نے رات کی شفٹ میں ملازمت شروع کردی۔ رات میں چند گھنٹے سونے کا موقع مل جاتا تھا۔ صبح کالج..... پھر اس نے شام کو دو گھنٹے کے لیے دو لڑکے ٹیوشن کے لیے پکڑ لیے۔ اور گھر کے باہر کوچنگ سینٹر کا بورڈ لگا کر ایک پورا کمرہ..... کلاس روم میں بدل دیا۔

خوش قسمتی سے چھوٹے چاروں بہن بھائی لائق فائق اور ذہین تھے انہیں یہ نئی مصروفیت بہت پسند آئی۔ ازین نے کچھ خواب ان کی مٹھی میں تھمائے کچھ امید کے جگنو۔ تھوڑا سا احساس ذمہ داری اپنا بوجھ اپنے کندھوں پہ۔

ازین نے بتایا آپا نے اپنا آپ تیاگ کر انہیں ایک شاہانہ زندگی دی تھی اور تب تک تو ٹھیک تھا جب تک وہ اپنا بوجھ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اب جبکہ وہ اٹھا سکتے تھے اور حقیقت سے باخبر ہو چکے تھے تو پھر بھی کیوں؟"
سب لاپروائی میں جی رہے تھے مگر اب اور نہیں۔

☼ ☼ ☼

ادھر دائیں جانب اپنی چارپائی پر پیر لٹکائے.... قمیص اتارے شانوں پر گیلا تولیہ رکھے خود کو گرمی سے بچانے کی کوشش کرتا۔ ازین.... سوچ رہا تھا وہ اپنی آپا سے محبت میں شاید صومی سونی سے زیادہ ہی ہو اگر جو کسی پیمانے میں محبت کو ناپا جائے۔
لیکن اگر کوئی یہ پوچھتا کہ وہ اپنی آپا کی عادات' پسند ناپسند' خوشی غمی کے بارے میں کچھ بتائے تو اس کے پاس اس چیز کا جواب نہیں ہوتا اسے کبھی پتا ہی نہ چلا۔
اور اس نے خود کو بہت باکمال مانا تھا جب اس نے صحیح وقت پر فیصلہ کر کے آپا کو بلاوجہ کی ذمہ داریوں سے دور کر دیا۔ ان کی زندگی میں آسانی پیدا کر دی یہاں تک کہ جب اسے ملازمت ملی تو بھلے سے وہ فلمی انداز تھا۔ مگر اس نے گھر میں داخل ہو کر سب سے پہلے آپا کو دیکھا تھا' وہ مشین چلا رہی تھیں۔ گردوپیش سے انجان .... ازین نے مشین کے گھومتے پہیے پر ہاتھ رکھ دیے۔
"بس آپا! اب مشین اور نہیں۔" اور آپا اس کی صورت دیکھتی رہ گئیں بعد میں یہ بات بہت سنجیدہ معنوں میں دونوں بہن بھائیوں کے بیچ ہوئی۔
"مشین نہیں چلاؤں گی تو اب اور کیا کروں گی بھیا! اس کے بغیر تو زندگی ادھوری لگے گی۔"
"کوئی نہیں لگے گی' آپ اور دلچسپیاں ڈھونڈیں' کتابیں پڑھیں ٹی وی دیکھیں۔ دوست بنائیں' محلے پڑوس میں آیا جایا کریں۔"
آپا اتنے خیال پر مسکرا دیں یہ نہ کہہ سکیں "دوست بنانے کا موقع ہی نہ ملا۔ آنے جانے والی بہت... مگر سب سلائی والیاں.... کتاب پڑھنے سے نظر دھندلاتی تھی۔ ٹی وی پر شکل ڈبل نظر آتی (سلائی تو اب تجربے اور مہارت کی بنیاد پر کرتی تھیں' آنکھ بند کر کے بھی سلائی لگاتیں تو یوں لگتا اسکیل سے کھینچی ہے۔)
"مزید کیا دلچسپی....؟"
"ہاں مزید دلچسپی کو کھوجنے ڈھونڈنے میں وقت گزارا جا سکتا ہے مگر کیا زندگی بس اتنی سی.... یوں بے مصرف.... اتنی جلدی۔"
کتنا مشکل لگتا تھا یہ سفر۔ امی کے بعد ان کی مشین سنبھالتے ہوئے کبھی خیال نہ تھا' زندگی کی دوسراہٹ مشین ہی ہوگی۔ پھر ابا جو گھر میں صرف راشن ڈلوا پاتے تھے اور جیب خالی.... اور نانی کہتی تھیں خدا کے خاص بندے ہوتے ہیں جنہیں وہ ہنر سے نوازتا ہے۔ اپنے ہاتھ کی محنت.... پھر خدا کی نوازی ہوئی تحفہ کی ہوئی چیزوں کو اپنایا نہ جائے گویا اتنا بڑا کفران نعمت۔
اور وہ تو شکر گزار فرماں بردار بندی تھیں۔
بھائی نے اب کہہ دیا تھا۔ دوسری دلچسپیاں ڈھونڈیں تو انہوں نے ڈھونڈنی شروع کر دیں۔ نئے بنے گھر کو سجانے سنوارنے لگیں۔ آدھی زندگی گزارنے کے بعد پتا چلا۔ انہیں پھول پودے کس قدر بھاتے ہیں اور مٹی کی سوندھی خوشبو' تازہ نکلتے پتے.... منہ بند کلیاں۔
کسی سے کہے سنے بغیر.... نجانے کتنے ڈھیر گملے خرید لیے۔ گھر.... گھر کم نرسری زیادہ لگنے لگا۔ آپا خوش رہنے لگیں۔ گھر مہکتا تھا چوٹی پر موتیا کی کلیاں لپیٹ لیتیں اور یونہی مسکرائے جاتیں۔ اپنا معطر وجود ہلکی پھلکی ہو جاتیں اور ازین آپا کو دیکھ کر خوش ہوتا اس نے آپا کو ان کی من پسند زندگی دے دی آخر۔
اور کتنی بڑی بے وقوفی تھی ناں یہ سوچ....
اس نے آخر کیوں فرض کر لیا تھا کہ اس نے سب فرائض ادا کر دیے ہیں اور آپا کا فرض تو بخوبی.... چھوٹی بہنوں کی شادیاں کر دے گا (ایک کی تو منگنی بھی کر دی تھی) بھائی ایک باہر چلا گیا تھا۔ دوسرا ڈاکٹری پڑھ رہا تھا۔ ایک بہن کمپیوٹر انجینئر بن گئی تھی۔ اپنے پیروں پر کھڑی تھی اور وہ خود....

تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ نوکری بھی کرنے لگا تھا۔ پڑھا لکھا تھا۔ اسے ابا ہی کی کمپنی میں اچھی پوسٹ آفر ہوئی۔ مگر یہ اس کے خوابوں کی تعبیر نہیں تھی۔ یہ منزل پر جاتے ہوئے یونہی راستے میں ٹھہر جانے کو ایک سرائے تھی جیسے... وہ کورسز کرتا رہا' امتحان دیتا رہا اور بالآخر ایک دواؤں کی کمپنی میں ایک اچھے عہدے پر جا پہنچا۔ مگر سفر رکا نہیں (اب بھی ایک کورس کے سلسلے میں کمپنی سے چھٹی لے کر چھ ماہ کے لیے کراچی آگیا تھا اور ایک دوست کی وساطت سے کرائے کے کسی گھر کی تلاش نے اسے یہاں پہنچا دیا تھا۔ جہاں پہنچ کر اس نے سوچا اسے بہت پہلے یہاں آجانا چاہیے تھا۔

تب شاید وہ آپا کو اور آپا کی زندگی کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ پاتا اور تب شاید کوئی حل بھی نکل آتا۔ جبکہ اب تو ایک نئے امتحان میں گھر گیا تھا۔ مگر ازین اب غلطی کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خود کو مخاطب کر رہا تھا۔ کچھ بھی ہو ایسا کوئی فیصلہ نہیں کرنا جو آپا کی زندگی پر برا اثر ڈالے۔ پہلے آپا' بعد میں وہ اور بعد ہی میں مایا... ہاں اب اصل مسئلہ تو مایا کا تھا ناں مایا جو کہ...

☆ ☆ ☆

"تم اکیلے بھائی تو نہیں ہو ازین... دو بھائی اور بھی ہیں۔ وہ رکھ لیں گے تمہاری آپا کو اپنے ساتھ..."

"ہاں دو بھائی اور ہیں۔ مگر میں ان کو بھی اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں ایک بھرا پرا گھر مایا... جوائنٹ فیملی سسٹم ہوگا اور آپا گھر کی سربراہ..."

ازین نے خوابوں کی گٹھڑی سے پہلا خواب نکالا اور مایا کو سوولٹ کا جھٹکا لگا۔

"جوائنٹ فیملی سسٹم... آئی ہیٹ جوائنٹ فیملی سسٹم... ساری زندگی میں نے یہی زندگی گزاری ایک سیپریٹ لائف اسٹائل میرا خواب ہے ازین اینڈ آئی ایم سوری نو کمپرومائز۔ یہ تو تم لکھ لو کہیں۔"

"اوہ... چلو اس پر بات کی جا سکتی ہے۔ مگر آپا بہر حال میرے ساتھ ہی رہیں گی۔" ازین کے لہجے کا قطعی پن نمایاں تھا۔

"مگر کیوں؟" مایا چلا اٹھی۔

"وہ میری ماں کی جگہ ہیں مایا... بلکہ ماں سے اوپر اگر کوئی درجہ ہو۔ وہ گڑیا کھیلنے کی عمر میں ہمارے منہ میں نوالے... دیتی تھیں۔ ہمیں کھلاتی تھیں، ہمیں پالنے لگی تھیں میں ان کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں۔ ان سے دور رہنے کا تو تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

ازین کا لہجہ محبت سے گندھا تھا۔

"مائیں مر جائیں تو بڑی بہنیں ایسے ہی چھوٹے بہن بھائیوں کی کیئر کرتی ہیں۔" مایا نے اپنی خوب صورت سی ناک چڑھا کر بے نیازی سے کہا (اس نا معقول کو یہ خبر تھی۔ اس کی ننھی سی ناک کا یوں چڑھنا ازین کو پیارا لگتا ہے)

"ہاں۔ ٹھیک کہتی ہو مگر کیا اب جبکہ انہیں کیئر کی ضرورت ہے میں انہیں تنہا چھوڑ دوں۔"

"اوہو! میں اتنی دیر سے تم کو یہی تو سمجھا رہی ہوں... تمہارے اور بہن بھائی بھی تو ہیں ناں۔ یا آپا نے صرف تمہیں ہی پالا بلکہ تم ایسا کیوں نہیں کرتے ان کی شادی کر دو۔" مایا نے چٹکی بجائی۔

"شادی... اب؟" وہ بھونچکا رہ گیا۔

"ہاں اب سے کیا مطلب ہے۔ وہ اب اتنی بھی بڑھیا نہیں ہوں گی۔"

"وہ مانیں گی بھلا... فضول مت بولو۔"

"بھئی۔ میں نے تو ایک حل پیش کیا ہے۔ ماننا چاہو تو مانو ورنہ رہنے دو' پر یہ طے ہے میری ایچی فیملی کے اندر... میں' میرا شوہر اور میرے بچے ہوں گے بس۔" مایا نے ہاتھ اٹھا دیے۔

اور ازین مایا کے خود غرضانہ... بلکہ سفاکانہ خیالات سے واقف تو تھا مگر اس نے سوچا' محبت کرنے والے بڑے دل والے ہوتے ہیں ایک بار جام محبت سے گھونٹ بھر لیں پھر عمر بھر زبان سے شیرینی جاتی نہیں۔ پیار کرنے والے تو صحرا میں قدم رکھیں تو گل و گلزار ہو جائے۔

مگر مایا نیم کا پتا تھی سو سال شہد میں رکھ دو پر منہ میں

پڑتے ہی آرج تھو۔
بات آپا کو ساتھ رکھنے سے ہٹی تو دوسرا معاملہ زیادہ گھمبیر تھا۔
"تم کیوں کرو گے اپنے بہن بھائیوں کو سپورٹ۔ وہ اب اتنے بڑے ہو چکے ہیں کہ خود کو افورڈ کریں۔"
"ہاں الحمد اللہ" ازین نے شکر ادا کیا۔ "بس یہی کوئی دو ایک سال۔ اور پھر ان کی شادیاں بھی تو کرنی ہیں ناں۔"
"ہاں تو ضرور کرنی ہیں شادی۔ ہو جائیں گی۔ مگر ابھی اتنی جلدی کیا ہے شادی کرنے سے پہلے شادی کی تیاری کریں۔ جیسے ہم کر رہے ہیں ازین۔ میں نے پہلے اپنا کیریئر بنایا ہے پھر دن رات محنت کر کے خود کو تنگ رکھ کے میں نے اپنا بینک بیلنس بنایا ہے اور اب میں شادی کی بات کرتی ہوں۔"
"تم محنتی لڑکی ہو مایا!"
"ہاں' وہ تو میں ہوں۔"
"اور دیکھو بہنوں کی شادیاں تو بھائی کرتے ہی ہیں۔" ازین نے رسانیت سے کہا۔
"کوئی نہیں۔" مایا نے ناخ کی آواز نکال کر نفی میں سرہلایا۔ "میرے بھائیوں نے تو میری شادی کا بوجھ نہیں اٹھایا۔ ہماری تو جناب سیلف سروس ہے۔" اس نے اپنے جملے سے حظ اٹھایا تھا۔ نجانے وہ کس پر ہنسی تھی۔
"خود پر مت ہنسو۔" ازین کو دکھ ہوا تھا۔
"ہم نے خود پر جلنا کب سے چھوڑ دیا بلکہ وہ کیا کہتے ہیں۔ دل کو جلانا ہم نے چھوڑ دیا۔ چھوڑ دیا۔" وہ گنگنائی۔ اور ذرا سا فلمی بہت نشیلا انداز اپنانے پر وہ اتنی دل نشین لگی تھی۔ کہ ازین سب بھلائے اسے دیکھتا چلا گیا۔
بے حد دبلی پتلی۔ نازک سی۔ شانوں پر جھولتے ریشمی بال جو ذرا جنبش پر چہرے کے اطراف پر رقص کرتے تھے۔ خوب صورت کٹاؤ والے ہونٹ جنہیں وہ مختلف رنگوں سے سجا کر رکھتی تھی اور سیاہ ذہین آنکھیں۔ مگر ان آنکھوں میں ایک بے چینی اور کھوج ہمہ وقت رہتی۔ بے چین آنکھیں جبکہ ازین کو وہ بولتی آنکھیں لگتی تھیں۔ مگر چھوٹی بہنا نے کہا۔
"وہ بہت پیاری ہیں مگر ان کی آنکھوں میں خود غرضی سی نظر آتی ہے۔ بلکہ اگر یہ جملہ موزوں ہو تو میں کہوں گی۔ سفاکیت سی ہے۔" اس نے کہہ دیا جو دراصل اسے محسوس ہوا تھا۔
"ارے نہیں یار۔!" ازین نے چھوٹی کی عقل اور آنکھ کو بھی چھوٹا سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔
"وہ بہت پیاری ہیں ناں بھائی! اسی لیے آپ کو کچھ اور نظر نہیں آرہا۔ آپا کہتی ہیں 'آپ بہت حسن پرست ہیں۔"
ازین مسکرا دیا۔
"اور وہ حسن کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ مگر ہم سوچتے ہیں آپ کی بیوی جو بھی بنے وہ اندر سے خوب صورت ہو۔ اتنی جتنے کہ آپ ہیں۔"
"میں صرف اندر سے خوب صورت ہوں؟" ازین نے اسے گھورا۔
"ارے بھائی۔!" چھوٹی ہنس دی۔ "آپ بہت پیارے ہیں۔ سچ میں سوچتی ہوں اگر آپ ڈراموں کے لیے ٹرائی کریں تو۔" چھوٹی نے آنکھیں میچیں۔
"ایک دم اسمارٹ ڈیشنگ ایجوکیٹڈ' ہینڈسم اینڈ رومانٹک ہیرو بن جائیں گے۔"
"رومانٹک بھی۔" ازین نے اسے چھیڑا۔
"ہاں بھائی۔ آپ نفرت کر ہی نہیں سکتے۔ پورا پیکیج ہے آپ کے اندر۔ ہر رول میں فٹ آئیں گے۔ بس یہ مایا والے معاملے میں آپ کی عقل پر حیرت ہے۔ باقی تو آپ کے نمبر پورے ہیں۔" چھوٹی ڈھکے چھپے انداز میں کہہ ہی جاتی تھی۔
"اونہوں۔ بہت اچھی اور محبت کرنے والی لڑکی ہے مایا۔" ازین دوبارہ اپنے کردار میں لوٹا۔ وہی وکیل صفائی کا کردار۔
"آپ کہتے ہیں تو مان لیتی ہوں جبکہ مجھے لگتا ہے وہ

محبت کی الف بے سے بھی واقف نہیں یے تک کا سفر کیسے کریں گی۔"

"الف ایثار۔ احساس۔ اخوت۔" ب' برداشت' بردباری' بھروسہ۔

پ' پیار۔

ت' تحمل' تہذیب' تمیز' اور ٹ۔

"ارے ارے بس بس۔ تم تھیسس لکھ رہی ہو محبت پر۔" ازین واقعی گھبرا گیا۔" تم اسے جانتی نہیں ہو چھوٹی۔ وہ بہت اچھی ہے۔"

"چلیے بھائی آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے مگر۔ نانی کہتی تھیں۔ کانچ کے برتن کی خوب صورتی بہت زیادہ ہوتی ہے مگر پائیدار پیتل کی گڑوی ہی ہوتی ہے۔ باقی آپ بڑے ہیں اور سمجھ دار بھی۔"

چھوٹی نے گیند اس کے کورٹ میں ڈال دی۔ اور مایا نے بھی گیند اسی کے کورٹ میں ڈال دی۔ ازین کے اندر' دل و دماغ میں جنگ چھڑ گئی۔ دل مایا کا حامی تھا۔ اور ہمک ہمک جاتا تھا۔ کہتی چھوٹی بھی غلط نہیں تھی۔ ہاں یہ تھا کہ مایا کا پلڑا بھاری تھا۔

اور مایا کی جن باتوں کو وہ یونہی نا سمجھ۔ بھول پن کہہ کر نظر انداز کر دیا کرتا تھا۔ جب مایا نے سنجیدگی سے حتمی جواب مانگا اور کہا کہ وہ اپنے کہے سے ایک انچ پیچھے نہ ہٹے گی۔ دور اہاتب آیا۔

✲ ✲ ✲

"تم اس سے بات کیا کرو طلعت۔"

یہ مہمان آنٹی کی آواز تھی جو دادی کے ساتھ بلند آہنگ قہقہے لگاتی تھیں۔ بہت شیریں بیان تھیں۔ لہجے سے شہد ٹپکا کرتا تھا۔ خاص طور پر جب وہ آپا کو پکارتیں۔ اور تب ہی پہلی بار ازین کو آپا کا نام پتا لگا کہ پہلے تو دادی تک آپا پکارتی تھیں۔ یا کبھی ہوا تو عینا کہہ دیا۔ مگر میٹھی آنٹی منہ میں مانو پورا رس گلا رکھ کر پکارتی تھیں۔ بیٹا نور عین۔ ازین کو نام بہت پسند آیا۔ اور پھر جب آگے سے بھاری آواز والی آپا۔ بہت مؤدب ہو کر حتی الامکان نرمی اور لوچ سے۔ جی آنٹی۔ کہتیں۔ تب ازین کو پتا نہیں کیوں گدگدی ہوتی۔

ازین نے معزز مہمانان گرامی کا دیدار بھی کر لیا تھا۔ آنٹی تو خیر ٹھیک تھیں۔ مگر منگیتر صاحب۔ عجیب سڑا بسا سا شخص تھا' ہر وقت بگ اسکرین موبائل میں غرق۔ ازین نے تو خود کو میزبان سمجھتے ہوئے بڑے خلوص سے سلام بھی جھاڑا تھا۔ مگر موصوف نے جواب دینا تو درکنار۔ ایسی خالی اور اجنبی حیران نگاہوں سے دیکھا کہ ازین پانی پانی ہو گیا۔ تو کون میں خوامخواہ۔ ازین نے اپنا بڑھایا ہاتھ واپس جیب میں سنبھال لیا۔

دراصل گرمی نے ازین کی مت مار دی تھی۔ یا اللہ۔ یہ کورس ختم ہوا اور پھر وہ جائے جان چھوٹے۔ سب نے ہی منع کیا تھا ایسے تجربے نہ کرے' مگر اسے کچھ نیا کرنے کا شوق تھا اور ادھر سونے لگو تو پتا تو بجلی نہیں ہے۔ یا پھر آپا کے کھانے یا آپا کا شور۔

اور آج آپا کی آواز نہیں تھی۔ (شکر خدا کا۔) تو یہ مہمان میٹھی آنٹی۔ اور بے حد روکھا بیٹا۔ امرود کے درخت کے نیچے راز و نیاز کرنے آگئے۔

اس نے اپنے اوپر گیلی چادر ڈالی اور ایک بار پھر سب پر لعنت بھیج کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر۔ معزز مہمان کی آواز۔ اور وہ بھی کرخت بے زار اور بدتمیز سی۔

"کیا باتیں کروں مام! آپ نے نجانے کہاں پھنسا دیا ہے۔ اتنے دنوں سے ادھر آکر بیٹھ گئی ہیں۔ یہ ایریا دیکھیں۔ وائی فائی تک کام نہیں کرتا۔ لوڈ شیڈنگ۔ یو پی ایس تک نہیں ہے۔ اے سی کا تو سوال ہی کیا۔" وہ دو احمق سے بوائز ہیں۔ جو طلعت بھائی' طلعت بھائی کر کے میری گود میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں' وہ تو میں نے انہیں بڑی مشکل سے کنٹرول کیا۔ روڈ ہو کر۔ اور ایک وہ آپ کی خالہ۔ یہ دادی نعمت آرا۔ مجھے بالکل پسند نہیں آئیں یہ لیڈی۔"

"دھیں نور عین سے بات کرنے کی بات کر رہی تھی طلعت۔" نازنین آنٹی نے دانت پیسے۔

"اوہ۔ ہاں وہ نو..... ر..... عین۔ یعنی آپا۔ مام! میری سمجھ میں نہیں آتا۔ مان لیا ادھر امریکہ میں آپ کو گرلز پسند نہیں تھیں۔ تو ادھر پاکستان میں اور ریلیٹوز بھی جن کی لڑکیاں کسی قابل بھی تھیں۔ اسمارٹ' کانفیڈنٹ' اینڈ ایجوکیٹڈ آپ ان میں سے کسی کو چوز کر لیتیں۔ ادھر اس گھر میں آپ کو کیا نظر آ گیا۔"

"اسٹوپڈ۔ ان سب لڑکیوں کے باپ بھائی ایک فون کال سے تمہارا سارا کچا چٹھا نکلوا لیتے اور پھر ہم کو بھی دھکے دے کر نکال دیتے بلکہ جان سے مار دیتے اور جن اسمارٹ' کانفیڈنٹ' ایجوکیٹڈ گرلز کے نام پر منہ میں پانی آ رہا ہے ناں' وہ ایک منٹ میں تمہیں آئینہ دکھا دیتیں۔" آنٹی نے چٹکیاں بجا کر بتایا۔

"پہلے ہی اپنی اسی اسمارٹ والی بات کے پیچھے تم نے اینجی جیسی دہریہ کو گھر میں گھسایا۔ کتنا نقصان اٹھایا بیٹی پیدا کروالی۔ اب ساری انکم اس کی ماں ہتھیا جاتی ہے۔ پرورش کے نام پر۔ نسل الگ خراب کی۔ مستقبل بھی اور حال تو خیر نظر آ ہی رہا ہے۔"

میٹھی آنٹی کے منہ سے سچ کڑوے کریلے کی طرح نکل رہا تھا۔

"اوہو۔ ایک تو ہر بات میں آپ اینجی کو لے آتی ہیں۔" صاحبزادے برا مان رہے تھے۔

"میں لے کر نہیں آتی بیٹا جی۔ وہ خود ہی آ جاتی ہے ہر مہینے۔ تھیلا بھر کے نوٹ لینے اور آگے وہ پوتی۔ اللہ معاف کرے اسے بھی دہریہ بنا دیا اس نے' ارے کسی مذہب کو تو ماننے والی بن جاتی۔ ہر مذہب انسانیت سکھاتا ہے۔ دہریہ ماں۔ بیٹی کو دہریہ بنا دے گی۔ بلکہ بنائے گی کیا۔ بنا چکی۔"

نازنین آنٹی کے لہجے میں غصہ' حقارت اور صدمہ نمایاں تھا۔ ادھر بیٹے صاحب کے نتھنے پھڑک رہے تھے۔ ماں آخر یہ بات بھول کیوں نہیں جاتیں۔ اور ماں بیٹے کی سوچوں تک سے واقف تھیں۔ جب ہی اگلا سوال اسی بابت تھا۔

"اب مجھے کیا گھورے جاتے ہو۔ میں کیا غلط کہتی ہوں۔ پہلے پہل جوانی کے دنوں میں یہی لگتا ہے۔ بس شادی ہی تو کرنی ہے۔ شکل دیکھی' مٹکنا لچکنا دیکھ لیا۔ بس جی یہ بیسٹ لائف پارٹنر ہے۔ ارے شادی دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے' ایک نئی نسل کی بنیاد پڑتی ہے۔ مگر نہیں۔ دیکھ لیں۔ نیلی آنکھیں' سنہرے بال۔ ارے وہ سیاہی لگا کالا دل نہیں دیکھا۔ جس پر کسی نبی کے نام کا کلمہ نہیں۔"

آنٹی واقعتاً دکھی تھیں۔ مگر بیٹے صاحب بھڑک کر بولے۔

"تو اب کر تو رہا ہوں آپ کی پسند سے شادی۔ نہ آنکھ دیکھ رہا ہوں۔ نہ بال تھان لپیٹ کر تو وہ گھومتی ہے۔ دیکھنے کو دل ہی نہیں کیا۔"

"ارے نامعقول۔ کاش ایک ڈنڈا ہوتا جسے پکڑ کر میں تجھے دھو سکتی۔ بیٹا! وہ تھان نہیں ہے۔ دوپٹا ہے۔ اور آنکھ' بال نظر نہیں بھی آ رہے تو کیا۔ پانچ وقت نماز قرآن کرنے والی بچی۔ ایثار پسند' محبت والی' محنتی' صابر میری اگلی نسل ایسی ماں کی گود میں ہی پلے تو شاید تیرا دیا زخم بھر جائے۔"

ازین کو آنٹی پر ترس آنے لگا۔ مگر اگلے جملے نے اس کے ہاتھوں کے توتے اڑا دیے۔

"جیسے رکھیں گے رہ لے گی۔ جو کھلائے گا کھائے گی۔ الٹے ہاتھ کے دو جما بھی دے گا ناں تو اسے نہیں پتا ہو گا' کس نمبر پر کال کر کے پولیس کو بلاتے ہیں۔ بلکہ بلاتے بھی ہیں کہ نہیں' ویسے تو اللہ اس گھرہستی کو چلائے مگر یہ نان نفقہ نہیں مانگتیں' پاکستان بلکہ مشرقی عورت دن بھر محنت کر کے کما کر بھی لاتی ہے۔ میاں کے ٹھڈے بھی کھا لیتی ہے پھر بھی رات کو ٹانگیں داب کر وہیں کہیں قدموں میں ڈھیر ہو جاتی ہے۔ (آنٹی کے ذہن میں شاید رہا نہیں' وہ بھی تو مشرقی اور پاکستانی عورت ہی تھیں۔)

"تو آپ کوئی اور دیکھ لیتیں یہ جو آپ کی..... یہ کیا نام ہے عینا مینا اس میں تو کوئی اٹریکشن ہے ہی نہیں۔ چادر لپیٹ کر روڈ ہو کر ادھر ادھر پھرتی رہتی ہے۔"

"اتنی ایج بھی نہیں ہے مگر....." طلعت صاحب نے ایک اور عیب ڈھونڈا۔

"اب تم کوئی اتنے چھوٹے بچے بھی نہیں ہو طلعت!" آنٹی بیزار ہوئیں اور بات ختم کرتے ہوئے کھڑی ہو گئیں۔

"ذرا امریکہ کی ہوا لگنے دو۔ چوٹی کاٹ کر خود اپنے ہاتھوں سے پارلر والی کو بیچ آئے گی اور ڈالر گنتی کر کے جیب میں ..... پینٹ شرٹ بھی پہن لے گی اور اسکرٹ تک بھی آجائے گی۔ ذرا صبر کرو اور عقل سے رہو سارے میرے بنے بنائے گیم کو خراب کردو گے۔

وہ دونوں لڑکے معصوم سے ہیں۔ پیار سے بلاؤ۔ کچھ گیمز وغیرہ دکھاؤ موبائل پر۔ اس عمر کے لڑکوں کو یوں بھی ان چیزوں کا شوق ہوتا ہے۔ اور پھر یہ تو غریب غربا بچے ہیں۔

خالہ نعمت آرا سے بھی حال چال پوچھو۔ دو گھڑی بیٹھ جاؤ اور سب سے بڑھ کر نور عین کو ہنس کر دیکھ لو۔ کوئی جملہ کہہ دو۔ یونہی کہ آپ کھانا اچھا بناتی ہیں۔ یا رنگ کون سا پسند ہے۔ یا برائیڈل ریڈ کلر کا لیتا مجھے پسند ہے۔ لڑکیاں ان چار باتوں سے ہی بہل جاتی ہیں، بے وقوف۔"

طلعت کو بہت سے آئیڈیے پسند نہیں آئے تھے مگر اس نے سر ہلا دیا۔

جبکہ ادھر ازین ..... کے لیے ساری گفتگو صدمہ تھی۔ دکھ افسوس۔ آہ، دھوکا..... کچھ بھی تھا آپا جیسی سیدھی سادی لڑکی کو ایک امریکی یوں دھوکا دے جائے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے اور میٹھی آنٹی نے یہ کیا کہا۔ لڑکیاں چار باتوں سے ہی بہل جاتی ہیں..... مگر وہ مایا تو..... آج بھی اڑی کھڑی تھی۔

"او خدا.....!" ازین نے سر ہاتھوں پر گرالیا۔

☆ ☆ ☆

"پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ازین ..... میں اپنے ڈاکومنٹس کے ساتھ تمہارے بھی جمع کروادوں؟"

"مایا کالنگ....." بہت دیر تک بجتے فون کو اس نے بہت تھکے انداز سے اٹھایا تھا یہ تکان کیسی تھی؟ کام کا لوڈ لوڈشیڈنگ؟ نیند کی کمی..... یا پھر ان ماں بیٹے کی گفتگو ہاں شاید وہی۔ اس نے بالوں میں انگلیاں چلائیں دوسری طرف مایا وہی گفتگو کر رہی تھی جو ہمیشہ کرتی تھی۔ کوئی نیا پن نہیں تھا۔

"دیکھو میں سب کچھ دیکھ آئی ہوں۔ بھلے سے یہ اسلام آباد سے دور ایک نئی کمپنی ہے۔ مگر وہ لوگ ریذیڈنسی کے ساتھ ساتھ تمام سہولیات دے رہے ہیں اور پھر یہاں کا ماحول، موسم، مائی گاڈ۔"

"میں سن رہا ہوں مایا۔"

"اتنے بے زار سے کیوں لگ رہے ہو۔"

"ایک ہی بات کتنی بار سنوں..... تم یہ سب باتیں مجھے ہزار بار بتا چکی ہو۔"

"ہاں۔ پھر بھی تم پر اثر نہیں ہوا۔ تمہیں پتا ہے، وہ کل کا آیا بندہ ظہیر اس کا تو لیٹر بھی آنے والا ہے۔ جبکہ تمہارے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں کتنے ہی لوگ ایپلیکیشن دے کر دن رات دعا مانگ رہے ہیں کہ ایک بار ہو جائے اور تم۔"

"ہو گا تو وہی مایا جو اللہ نے سوچ رکھا ہے۔"

"پوستیوں کی طرح اللہ کو بیچ میں مت لاؤ۔ یہ نکموں کا کام ہوتا ہے۔ اللہ نے عقل دی ہے کہ نہیں۔" وہ بے مروتی سے بول رہی تھی۔

"سوچو ازین۔" اب اس نے لہجہ بدلا اور اس سیلز گرل کی طرح ہو گئی جو اپنی پروڈکٹ بیچنے کے لیے لہجے میں شہد گھول کر للچاتی ہے۔

"ایک بہترین مستقبل ..... اور پتا ہے اچھی پروگریس والوں کے لیے کمپنی کی مین برانچ میں ٹرانسفر کا آپشن بھی ہے اور تمہیں پتا ہے مین آفس کہاں ہے؟ امریکہ میں..... امریکہ ازین! جسٹ امیجن۔"

اپنی تمام بے زاری کو پرے ڈال کر مایا کو سنتا ازین چونکا۔

"امریکا..... ہاں امریکا....." وہی تو شام سے اعصاب پر سوار تھا۔ "امریکا دھوکا، دوغلاپن، منہ میں کچھ اور دل

.... دل میں بہت کچھ۔"

"ہم پھر کسی وقت بات کریں مایا!" اس کے منہ سے بے ارادہ نکلا۔

"واٹ ....؟" مایا کو شاک لگا' وہ اتنی اہم بات کر رہی ہے اس نے اپنی ایپلیکیشن بھی اب تک صرف ازین کی وجہ سے روک رکھی ہے حالانکہ وہ .... وہ .... بھی جو سب سے پہلے وہاں جانا چاہتی تھی۔ مگر یہ ازین اور اس کے جذباتی خیالات .... محبت' خلوص' ایثار' بہن بھائی رشتے اور آپا .... قربانی' بدلہ' اجر ثواب ہونہہ۔

بہت اچھے پیارے ازین میں یہی ایک خامی تھی۔ پر اتنی بڑی بھی نہیں ایک بار وہ اپنے دائرے (آپا' بہن' بھائی) سے باہر آجاتا اور آگے تو مایا کی مایا نگری ہوتی جہاں مایا کا راج ہوتا' جہاں مایا کی چلتی' مایا جو مایا تھی مایا کی پجاری ....

ایک حساب دان جیسی زندگی گزارنے کی خواہش مند....

ایک یتیم لڑکی' اپنی ماں اور بہن بھائیوں کے ہمراہ رشتے داروں کے در کی ٹھوکریں کھاتی' بے مایہ سی مایا' خود غرضی کی گود میں پلتی مایا۔ نفرت اور بیزاری کے گھونٹ بھرتی مایا....

چنگیر کے نوالوں پر عقابی نظر رکھنے والی.... آخری لقمے پر جھپٹ پڑنے والی مایا.... پھر اب اور کیسی مایا.... جیسی اب بن گئی ویسی مایا۔

تو پھر مایا کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا اور اگر وہ ایسی تھی تو شاید اپنی جگہ درست تھی۔

اسے زندگی اب سیدھی چاہیے تھی۔ ہر چیز مکمل اور اپنی دسترس میں' ایک دو تین جیسی نہ ڈھائی نہ ڈیڑھ اور نہ آدھی۔

جبکہ ازین نے ہمیشہ بانٹ کر کھایا تھا۔ اسے بانٹنے کی عادت تھی۔ پھر کیسے گزارا ہوتا ایک اور آدھے کو جمع کریں تو ڈیڑھ بنتا ہے اور وہی مایا کو پسند نہیں تھا.... قبول ہی نہیں تھا تو پھر....

"کسی اور وقت۔ کب ازین ....؟ اس کے علاوہ اور کون سا وقت؟ تمہاری وجہ سے تمہاری سوچ لینے کی مہلت کے باعث میں آل ریڈی لیٹ ہو چکی ہوں۔ اتنا مشکل فیصلہ تو نہیں ہے۔ شادی کرتے وقت کچھ شرائط تو دنیا کے ہر معاشرے میں طے کر ہی لی جاتی ہیں' اور میں صرف تم ہی کو تو نہیں کہہ رہی کہ تم اپنے بہن بھائیوں سے الگ رہو۔ مجھے اپنے بہن بھائیوں سے بھی ایک حد میں رہ کر ملنا ہے اور یہ طے ہے۔

میں تمہیں قطع تعلق کے لیے تو نہیں کہہ رہی۔ ہم ان سے مل لیں گے عید وغیرہ یا کوئی اور موقع.... لیکن میں اپنے گھر میں کسی اور کو برداشت کر ہی نہیں سکتی۔ خواہ وہ تمہاری آپا ہوں یا میری۔

میں بچپن سے پرائیویسی نام کی چیز کو ترسی ہوں ازین.... اپنے ایک تکیے کے لیے.... مجھے تو میری ذاتی کتابیں تک نہیں ملیں.... صبح میں کتابیں اسکول لے کر جاتی تھی اور اسی اسکول میں دوپہر کو بھائی آتا تھا۔ میں گیٹ پر رک کر اس کا ویٹ کرتی تھی۔ اندر آفٹر نون کی اسمبلی شروع ہو جاتی تھی اور ہم گیٹ کے کونے پر چھپ کر بیگ بدلتے تھے۔ میں اپنی کاپیاں پنسل نکال لیتی تھی اور وہ بیگ لے کر اندر بھاگ جاتا تھا۔ مجھے بانٹنے سے نفرت ہے ازین!"

مایا کی آواز کپکپانے لگی۔ وہ اپنے ہاتھوں کی لرزش پر قابو نہیں پا رہی تھی۔ اس کی سانسیں بھی ہانپنے لگی تھیں۔

"تم جلد فیصلہ کرو.... یہ اتنا مشکل بھی نہیں.... تمہیں کھونا میری زندگی کا سب سے بڑا نقصان ہو گا۔" مایا کا لہجہ' انداز خود اذیتی کا شکار مریض کا سا کچھ نفسیاتی ہو گیا۔

"مگر میں اس نقصان کو جھیل لوں گی مگر میں.... میں۔" مایا کے ہاتھ سے فون گر گیا تھا شاید.... ازین نے فون کو دیکھا اور تھکے انداز سے فون کو یونہی ڈال دیا۔

یہ مجبوروں کی دنیا.... مظلوموں کی نگری اور سب اپنی اپنی طرز کے جوگی.... اپنا راگ سنانے والے اور

مجبوریاں بندے کو کیسے بے بس کر دیتی ہیں ناں۔
جیسے ازین کا دوبارہ فون ملانے کا دل ہی نہ چاہا۔
اور جیسے مایا جو.... وہ بھی تو کتنی بے کس لگ رہی تھی ناں۔ اپنی خواہشوں کا پس منظر بتاتے ہوئے... لاچار جیسے وہ اب کچھ نہیں کر سکتی۔
اور ازین نے بڑی مجبوری ہی کے عالم میں آپا..... صومی، سوبی کی آپا کا دروازہ بجایا تھا۔ اس کی مجبوری کی بھی تو حد ہو گئی تھی ناں۔"

☆ ☆ ☆

"آپ کچھ بولیں گی نہیں۔" ازین نے حیرت سے پوچھا۔
"بولنے کے لیے کیا بچا ہے؟" عینا کی آواز مردانہ وار تھی مگر اس وقت شکنجے میں جکڑے میمنے کی سی لاچاری اور دھیمی تھی۔
"آپ دھوکا کھانے والی ہیں آپا....؟" ازین نے پُرزور انداز سے کہا۔
"اور اگر میں یہ کہوں ازین صاحب کہ میں یہ سب جانتی ہوں تو....." عینا کا لہجہ..... سرسری ہی سا تھا مگر دکھ کی آنچ تھی جو ازین کی سماعتوں سے ٹکراتی دل تک پہنچی۔
"تو....؟" ازین کی سمجھ میں نہ آیا وہ اب اور کیا پوچھے کیا کہے۔
"تو کچھ بھی نہیں....." عینا کا لہجہ سرسری تھا اور ازین حیران تھا لوگ تو انڈا ٹوٹ جانے کا غم بھی پانچ منٹ تک پال لیتے ہیں۔ عینا کا تو پھر دل ٹوٹا تھا اور اعتبار ٹوٹا تھا۔ مان اور بھرم..... اپنی شخصیت کی پامالی۔
"آپ یہ سب باتیں اپنی دادی جان کو بتائیے آپا۔"
"اس سے کیا ہو گا؟" عینا پُرسکون تھی۔
"اس سے یہ ہو گا کہ وہ انہیں دھکے دے کر گھر سے نکال دیں گی اور۔"
"ان کا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا ہے ازین صاحب!" آپا کی آواز سنجیدہ اور قطعی تھی۔ "آپ نے اتنی فکر دکھائی، آپ یہاں تک چلے آئے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی لیکن ایک بات کہوں۔ اگر یہ دھوکا ہے تو میں دھوکا کھانے کو تیار ہوں، یہ ظلم ہے تو مجھے مظلوم ہونے میں کوئی اعتراض نہیں۔"
"اور اگر یہ....." عینا کوئی نئی مثال دینے لگی تھی۔ مگر ازین چلا اٹھا۔
"مگر کیوں آپ ایسا کیوں کریں گی؟ جانتے بوجھتے کھائی میں کودنے والی بات ہے یہ تو..... آپ کو پتا ہے خودکشی حرام ہوتی ہے اور۔"
"ارے.....!" عینا ہلکا سا ہنسی۔ ازین کو لگا کیونکہ وہ چادر سے چہرہ چھپائے رخ موڑے کھڑی تھی۔ گھر سے باہر تین فٹی گیلری سی تھی۔ ازین وہیں اندر ہو کر کھڑا تھا جبکہ آپا اندرونی دروازے کو بھیڑے پیچھے کو ہو کر کھڑی تھیں جب ازین شدید جذباتی و ہیجانی کیفیت میں گھر سے نکلا۔ تب اس نے نفس مضمون تیار نہیں کیا تھا بس صرف عنوان اور خیال..... اور اس سے بھی پہلے اسے یہ بھی بتانا تھا کہ اس گھر کی سب آوازیں اس کے کمرے تک صاف سنائی دیتی ہیں اور یہ مجرمانہ اعتراف بھی کہ وہ سب سنتا رہتا تھا اور تب ہی کل شام ..... اور..... اور
عینا کو شدید حیرانی ہوئی تھی۔ مگر وہ سننے کھڑی ہو گئی کہ جب ازین نے کہا اسے آپا ہی سے تو بات کرنی ہے۔ اگر وہ دو منٹ کو سن لیں بات بہت ضروری ہے۔ زندگی موت کے مسئلے جیسی..... اور اب..... اس کی یہ ہنسی....؟
"آپ ہنس رہی ہیں۔"
"ہاں ہنستی ہی ہوں ازین صاحب..... یہ جو آج کل کی دنیا ہے ناں یہ حساب کتاب کی دنیا ہے۔ کیا دے رہے ہیں۔ کیا مل رہا ہے۔ آپ مجھے بھی خود غرض کہیں، مگر ایک حساب تو رات بھر جاگ کر میں نے بھی جوڑا ہے فائدے کی ایک فہرست میں نے بھی بنائی ہے۔
طلعت صاحب کا رشتہ میرے لیے بھی لاٹری جیسا ہے۔ میرے لیے اب ادھر جو رشتے آتے ہیں، وہ

ایسے ہی ہوتے ہیں۔ شادی شدہ بچے والے بڈھے قبر میں پیر لٹکائے بابے جن کی بیٹیاں میری کلاس فیلوز رہی ہیں۔ تو پھر یہ رشتہ تو میرے لیے بہت اچھا ہے۔"

میں وہاں جا کر محنت کروں گی۔ اپنی دادی اور بھائیوں کو کما کما کر بھیجوں گی پھر کوشش کر کے.... بھائیوں کو بھی وہیں بلوالوں گی۔" آپا کے لہجے میں امید وعزم در آیا۔ "آپ اور میں طلعت صاحب یا نازنین آنٹی کو برا کیوں کہیں ایک حساب تو میں نے بھی جوڑ لیا۔ ایک غرض تو میری بھی نکلی۔" عینا کی آواز گھٹ گئی۔

"اتنی باہمت ہیں تو پھر آواز میں لرزش کیسی"... لہجے میں نوحہ خواں جیسی تڑپ اور مرثیہ گو جیسا کرب کیسے جھلک آیا۔

"میرے بھائیوں کا مستقبل بن جائے گا ازین صاحب.... آپ بتائیے کیا پھر یہ گھاٹے کا سودا ہوا؟" آپا نے سوال کیا اور جواب کے لیے ازین کو ایک عمر لگتی سوچنے کو۔

"آپ کا شکریہ۔ آپ نے دیواروں کے لیے پتلے ہونے کا بتا دیا۔ آئندہ ہم محتاط رہیں گے۔ ویسے آپ کب تک گھر خالی کرنے والے ہیں؟"

"بس عید کے بعد کورس ختم ہوتے ہی۔" ازین کا جی ہر شے سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

آسمان پر بادل تھے اور بارش کے بعد موسم خوشگوار تھا۔ ٹھنڈی ہوا مٹی کی سوندھی خوشبو.... شہر کراچی کے بام و در دھلے دھلے نکھرے، ہر شے نکھر گئی تھی۔ ازین تراویح سے لوٹنے کے بعد چھت پر آ گیا۔ گلی بھیگی ہوئی تھی اور اب تک پانی بہہ رہا تھا۔

چھت سے آسمان کو دیکھنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ ذہنی کثافت جیسے چھٹ رہی تھی۔ رات کی رانی کی مہک آ... ہا اس نے لمبے سانس کھینچے۔

وہ خوشبو کے تعاقب میں چھت پر چلا۔ پیچھے والے گھر کی چھت پودوں سے بھری تھی۔ باقاعدہ لان کا تاثر دیتی وہیں سے اٹھ رہی تھیں یہ متوالی خوشبوئیں۔ مگر

تب ہی وہ چونکا.... یہ کیسی بدبو تھی۔ عجیب سی۔ اب وہ بدبو کے تعاقب میں گیا اوہ.... یہ امریکی مہمان طلعت صاحب تھے۔ ایک ننگی ادھڑی چارپائی پر بیٹھے.... قمیص اتار رکھی تھی اور توند نمایاں تھی اور ان کے ہاتھ میں چپٹی بوتل.... جیسے وہ ایک سرور کے عالم میں چڑھائے چلے جاتے تھے۔

نعتوں والی مسجد سے اب تلاوت کلام پاک شروع ہو گئی تھی۔

اس کا دل چاہا' وہ چھت کے اس طرف جائے اس شرابی کو گریبان سے پکڑ کر جھٹکا دے اور پھر ناک پر ایک گھونسہ مار دے۔ پھر گریبان چھوڑ کر اس کے بالوں کے گچھے کو مٹھی میں پکڑے اسے گھسیٹتا ہوا آپا (موی سوی کی آپا) کے سامنے پھینک دے۔ سارا حساب کتاب قربانی' غرض اپنی جگہ۔ وہ ایک بار اس ذلیل شخص کو بغور دیکھ تو لیں مگر....

☼ ☼ ☼

رات کو تھم جانے والی بارش.... سحری کے وقت پھر سے شروع ہو گئی تھی۔ برآمدے کی چھت سے ایک تار کا برستا پانی.... پانی گرنے کی آواز مختلف ساز کی طرح تھی۔ فرش پر گری تو ٹپ ٹپ ٹپ.... مٹکے پر ڈھکی پلیٹ سے ٹن ٹن ٹن.... پلاسٹک کی ترپال پر پٹ پٹ پٹ.... اور امرود کے سبز پتوں پر پڑتی پھر پھسلتی تو سڑ سڑ سڑ....

عینا کو یہ آوازیں بہت اچھی لگتی تھیں۔ خوشبودار.... دلدار موسم' موسم گل بار آوری کا موسم نکھرنے دھلنے نئے ہو جانے کا موسم.... ساری رات بھی وہ ایک سرخوشی کے عالم میں قدرت کے سازینے سے مدھر دھنیں سنتی رہی۔

اور جب سحری بنانے کے لیے آئی تب بس ہر شے کو فراموش کر کے کتنی ہی دیر آنگن کے بیچ و بیچ آسمان کی طرف منہ اٹھائے.... ہتھیلیاں پھیلائے خود کو بھگوتی رہی۔ کسی مست مورنی کی طرح دھیرے دھیرے گھومتی... ایک سرخوشی کا عالم... بارش کا عالم

.... برسات .... خوشی .... بوندیں' برکھا' بادل .... اور بس کافی ہے۔ ب کا یہ کلمہ....

پر اس وقت آٹے کے پیڑے کو کب سے مٹھی میں بند کیے وہ دادی کو دیکھتی تھی۔ جو روتی جاتی تھیں۔ رونا یوں بھی تکلیف دہ' پھر اپنے کسی پیارے کو روتا دیکھنا اور وہ بھی ایسے تڑپ تڑپ کر۔

"میں دھوکا کھا گئی عینا...." انہوں نے بے کسی سے آپا کو دیکھا۔

"دنیا میں اتنا دھوکا کہاں سے آگیا' عینا؟" دادی کا لہجہ' سوال اور چہرہ کسی بچے کی سی معصومیت لیے ہوئے تھا۔

"اور اتنا جھوٹ...." دادی کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"آپ کو ہماری باتیں نہیں سننی چاہیے تھیں دادی۔" آپا کا لہجہ دکھی تھا۔

"ہاں' تاکہ بے خبری میں ماری جاتی۔"

"مجھے اس شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" آپا کے یہ جملے دادی کے لیے دھماکا ہی تھے۔

"عینا!" دادی ششدر رہ گئی تھیں۔

"ہاں دادی۔" عینا پرسکون تھی۔

"مگر کیوں؟" دادی یہ سوال چلا کر کرنا چاہتی تھیں' مگر آواز نہ نکل پائی اس لیے کہ دادی .... آگے سارا وہی مضمون تھا جو آپا نے کل شام ازین کو سنایا تھا ہاں بس یہ زیادہ تفصیلی تھا اور اس میں کچھ بھی ڈھکا چھپا نہیں رکھا گیا تھا۔ دادی نے قطعیت بھرے انداز میں نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں عینا! میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔ کہنے سننے کو بھلے یہ سب بہت اچھا لگ رہا ہے۔ مگر دو بیٹوں کے مستقبل کے لیے میں بیٹی کی قربانی دے دوں' یہ تم نے سوچ بھی کیسے لیا۔ میں بڑھیا آج آنکھیں بند کروں تو کل دوسرا دن .... اور صوفی اور سونی .... وہ لڑکے ہیں عینا .... لڑکے پل جاتے ہیں' وہ بھی پل جائیں گے اور جو ان کی قسمت میں ہوگا' وہ انہیں مل کر ہی رہے گا۔ تم نے کیا سوچا تم نہیں ہوگی تو گھر کے وہ یوں ہی رہ جائیں گے۔

خود رو پودے جلد بڑھتے ہیں۔ زیادہ پھلتے پھولتے ہیں میری بچی...."

"آپ خود ہی تو کہہ رہی تھیں اب تو کوئی اچھا بچوں والا بھی رشتہ مل جائے تو کردیں گی۔"

"میں نے اچھا بھی کہا تھا ساتھ میں...."

"اچھا بھی ہو جائے گا دادی۔" آپا نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ ایک خاموشی چھا گئی۔ بارش کی گفتگو.... بوندوں کی کھلکھلاہٹیں .... ہوا کی مستیاں .... موسم تو کھو جانے کا تھا پر دادی اب خاموش آنسو بہا رہی تھیں ایک برسات اندر ایک برسات باہر۔

☼ ☼ ☼

"چھوٹی کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا آپا....!" ازین فون پر اپنی آپا سے محو گفتگو تھا۔ اس کا لہجہ تکان زدہ تھا۔ اور بولنے کو دل نہیں کرتا تھا۔

بعض دفعہ انسان اندر سے خالی ہوتا ہے تب بول بول کر خالی پن کو دور کرتا ہے۔

اور ازین .... اس کے اندر اتنی گفتگو تھی' اتنی تکرار بلکہ مباحثہ .... وہ کسی تقابلی جائزے میں مبتلا تھا' ہاں کے دلائل بھی اس کو دینے تھے اور ناں کے دلائل بھی۔

پھر جب اتنا شور ہو.... تو وہ باہر کیا بولے مگر آپا کو جواب درکار تھا۔

"تم مان جاؤ ماما کی بات...." آپا دلی رضامندی سے کہہ رہی تھیں (یا پھر ایک اور قربانی....؟)

"کیسی بات کر رہی ہیں آپ آپا.... یہ کوئی ماننے کی بات ہے؟"

"آخر میں تو سب الگ ہو ہی جاتے ہیں۔ اپنی اپنی دنیا میں مگن۔" آپا نے حقیقت بتائی۔ ازین جھلا اٹھا۔

"آخر میں ناں.... اور آپ مجھے شروع ہی میں کہہ رہی ہیں۔"

"وہ تم سے محبت کرتی ہے ازین.... اور تم بھی تو کرتے ہو ناں۔"

"میں آپ سب سے بھی محبت کرتا ہوں آپا.... بالخصوص آپ سے۔" ازین نے تصحیح کی۔

"تو میں کب کہہ رہی ہوں کہ تم ہم سے یا مجھ سے محبت کرنا چھوڑ دو۔" آپا ہنسیں۔

"آپ کو نہیں پتا آپا! جب ہم کسی سے ملنا چھوڑ دیتے ہیں۔ کسی سے دور ہو جاتے ہیں اور پھر ایک دن محبت بیچ میں سے نکل جاتی ہے۔" ازین کی بات میں گہرائی تھی۔

"ہم ملا کریں گے ناں..."

"لیکن میں دور ہونا ہی نہیں چاہتا کہ ملنے کے لیے پلان بناؤں۔"

"مایا کی فرمائش اتنی غلط بھی نہیں ازین... گھر تو پھر دو لوگ ہی مل کر بناتے ہیں۔ چڑیا لائی دال کا دانہ 'چڑا لایا چاول کا دانہ... ان کے گھر تو کوئی آپا نہیں ہوتی..." آپا کا انداز چھیڑتا ہوا تھا۔ مگر ازین سنجیدہ ہو گیا۔

"ہاں آپا... گھونسلہ ہمیشہ چڑیا اور چڑا مل کر بناتے ہیں۔ تیسرا کوئی نہیں... شاید پھر اسی لیے ان کے بچے پر پاتے ہی اڑان بھر لیتے ہیں۔ کبھی نہ لوٹنے کے لیے... اور میں ایسا آشیانہ نہیں بنانا چاہتا۔ جس کے انجام میں تنہائی اور خود غرضی کا نوحہ پڑھنا پڑے۔"

"یہ تو نظام قدرت ہے۔ احکام خداوندی... دنیا کا چلن۔" آپا تھک سی گئیں۔

"تو حکم خداوندی تو یہ بھی ہے کہ بڑھاپے میں اپنے والدین کو ساتھ رکھو ان کی اطاعت کرو' خدمت کرو' ان کو صلہ دو... خاص طور پر ماں کو۔"

"کون سی ماں کو یاد کر رہے ہو ازین... ہماری ماں کو مرے زمانے بیتے۔"

"آپ کو آپا... آپ میری ماں نہیں کیا؟ آپ کو چھوڑ دوں... ایسے ہی اکیلا یا دربدر بھٹکنے کے لیے۔"

اس نے بات ختم کر دی تھی۔ آپا کے ہاتھ میں فون لرز کر رہ گیا۔ کبھی کبھی اندر کوئی بولتا تھا۔ زندگی میں سراسر خسارہ پایا۔ یونہی گھاٹے کا سودا... یہ قربانی ایثار... سب کتابی باتیں۔

"نہیں آج پتا لگا۔ کتابیں جھوٹ نہیں بولتیں، ان میں لکھی اچھی باتیں خوب صورت خیال... کہیں نہ کہیں ہوتے ہیں۔ جب ہی تو کار دنیا چل رہا ہے۔" لگتا ہے ہم نے تمام عمر گھاٹا کمایا... بات یہ نہیں ہوتی۔

بات یہ ہوتی ہے کہ ہمیں منافع کی پہچان نہیں ہوتی، اور ادھر ازین... فیصلے کی رسی کے ایک سرے کو مضبوطی سے پکڑ لینے کے باوجود بے چین تھا... کیوں تھا... پتا نہیں چلتا تھا اور ابھی تو اسے آپا کو (صومی' سونی کی آپا کو) ایک بار پھر احمقانہ فیصلے سے باز رکھنے کی کوشش کرنی تھی۔

پھر اس کے بعد ہی مایا کو سمجھانے والے مشن پر جانا۔

☼ ☼ ☼

بارش کے بعد کی تازگی اور نکھراپن محسوس کرنے وہ گھر سے دور پیدل چلتا چلتا ایک پارک میں آ بیٹھا... آسمان اب بھی بادلوں سے بھرا تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں... پتوں سے ٹکرا کر ردھم پیدا کر رہی تھیں۔

ذہنی کثافت دور کرنے کے لیے پارک آنا بہت مفید ثابت ہوا۔ ازین ہلکا پھلکا سا لوگوں کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔

وہ اتنا مگن تھا کہ اسے موبائل بجنے کا پتا ہی نہ چلا...

"اوہ...!" وہ چونکا... مایا کالنگ' تیسری مسڈ کال اوہ۔ نجانے کیوں اس کے ہوا میں جھولتے اعصاب... سرکس کی رسی کی طرح پل بھر میں تن گئے۔ نیچے تلے قدموں اور توازن وار تکاز کا کھیل شروع۔

"ہیلو..." اس کی آواز میں شگفتگی کا فقدان تھا۔

"ہاں ہیلو ازین! ویئر آر یو... فون کیوں نہیں پک کر رہے تھے؟" مایا کی آواز میں تشویش تو تھی مگر چہکار بھی تھی۔

"سائلنس پہ تھا۔ پتا نہیں چلا۔"

"اوہ... مجھے لگا تم سو رہے ہو گے' بس یہ لاسٹ ٹرائی تھی پھر میں رات کو ہی کرتی۔ مگر بات ہی ایسی تھی مجھ سے رہا نہیں گیا۔" وہ بہت پرجوش لگ رہی تھی۔

"اب کیا ہو گیا مایا؟"

"اوہ گاڈ! تم سنو گے ناں تو اچھل پڑو گے۔"

مایا اس کے اندر اشتیاق بیدار کرنا چاہ رہی تھی۔ جبکہ وہ اتنا ڈل تھا جیسے رنگ اڑی دھوپ میں جلی چیزیں۔

"اب سنا بھی دو....."

"پتا ہے۔ میں اپنی اور تمہاری ایپلیکیشن سب مٹ کروانے جب باس کے پاس پہنچی تو وہاں مجھے پتا چلا کہ۔"

"مجھ سے پرمیشن لیے بغیر تم ایپلیکیشن سب مٹ کروانے چلی گئیں مایا؟" وہ خفا ہو گیا۔

"ارے..... ہاہاہا!" مایا کی ہنسی کا جلترنگ۔ "بھول جاؤ ازین! بھول جاؤ سگنل اینڈ پرمیشن..... تمہیں پتا ہے جن دس بارہ لوگوں کو آفس کی طرف سے خود سلیکٹ کر کے آگے بھیجا جا رہا ہے۔ ان میں تمہارا..... اور، اور میرا نام ٹاپ آف دی لسٹ ہے۔ ازین..... اوہ مائی گاڈ۔"

"اوہ!" ازین کا اوہ بہت پھس سا تھا۔

"تم سوچ نہیں سکتے ازین! میں کتنی خوش ہوں مائی گاڈ!"

"میں سوچ سکتا ہوں مایا..... تم کتنی خوش ہو۔"

"ہاں ناں۔ بات ہی خوشی کی ہے کیا تم خوش نہیں ہو؟"

"نہیں....." ازین نے حلق صاف کیا۔ "مجھے شاید اس لیے خوشی محسوس نہیں ہو رہی کہ میں وہاں جانا ہی نہیں چاہتا مایا..... مجھے یہیں رہنا ہے اپنے گھر والوں کے ساتھ اپنے شہر میں..... میں کسی فیصلے پر نہیں پہنچا مگر مجھے لگا ہے میں نے جب بھی فیصلہ کیا۔ وہ کم از کم سب کچھ چھوڑ کر وہاں جانے کا نہیں ہو گا۔"

آخر کار اس نے کہہ دیا۔

"ازین.....!" مایا کی صدمہ زدہ آواز بلند ہو کر گم ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

شکستہ قدموں سے گلی میں داخل ہوتے ہوئے اس کی چال گھر کے نزدیک ہوتے ہوتے اور دھیمی ہو گئی۔

صومی اور سونی..... طلعت کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ طلعت کے ہاتھ میں قیمتی بڑا سا موبائل سیٹ تھا اور دونوں نو عمر لڑکوں کے چہرے پر اشتیاق کا جہان آباد تھا۔ معصوم، بے خبر، پرندے جیسے بچے..... ازین نے سوچا۔

اور یہ یقیناً" ماں کی ہدایتوں پر عمل ہو رہا ہو گا۔ غریب غربا بچے..... کاش وہ کچھ کر سکتا۔

یا پھر اسے ماں بیٹے کی اصلیت آپا کو نہیں دادی کو بتانی چاہیے تھی۔ وہ کبھی پھر یہ سب نہ ہونے دیتیں، جبکہ اب تو انہوں نے ازین سے کہا تھا۔ اگر وہ کرایہ مقررہ تاریخ سے کچھ پہلے دے دے تو..... پوتی کا نکاح کرنا ہے عید کی شام.....

تو اگر وہ کچھ پہلے کرایہ دینے سے معذرت کر لے تو..... شاید یہ نکاح نہ ہو سکے۔ مگر یہ تو کوئی حل نہ ہوا۔

پھر وہ رات گئے کرائے کی رقم لے کر دروازہ بجا رہا تھا۔ ذہن خالی سا تھا۔

دروازہ کھولنے والی آپا تھیں "کون؟"

"میں ازین! آپ کا کرایہ دار....."

"اوہ..... کیسے۔"

"وہ یہ پیسے دادی نے کہا تھا کہ....." اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر رقم بڑھا دی۔ آپا نے ہاتھ آگے کر کے نوٹ تھام لیے، انہیں گنا کیا۔

"شکریہ!" وہ دروازہ بند کر کے پلٹنے لگیں۔

ازین نے بھی رخ موڑا۔ اب اور کیا کرے۔ پھر یکدم پلٹا اور پکارا۔

"آپا..... آپا..... میری بات سنیں!" اس کے لہجے میں بے تابی سی تھی۔ جیسے دروازہ نہ کھلا تو وہ خود سے ہی پٹ توڑتا اندر جا گھسے گا۔

"آپ کو پتا ہے، یہ جو طلعت صاحب ہیں۔ یہ پرسوں رات چھت پر شراب پی رہے تھے اور جس طرح سے پی رہے تھے ناں..... صاف پتا لگ رہا تھا۔ پکے شرابی ہیں بلکہ عادی ہیں۔ کیا آپ شرابی سے بھی شادی کر لیں گی؟"

وہ بہت بے تابی سے پٹ کو کھوج رہا تھا۔ ہلکا سا نظر

نظر آتا۔ نیلا سفید قمیض کا دامن۔۔۔ اور پٹ کو تھامے آتی انگلیاں۔۔۔

سادہ 'صاف' گندمی ہاتھ۔ ترشے ناخن۔۔۔ اور ہاں ان میں آجانی والی لرزش پھر ہاتھ کا پھسلنا۔۔۔ مگر پھر مضبوطی سے انگلیوں کا جم جانا۔۔۔ اتنی سخت گرفت کہ رگیں نمایاں ہو گئیں۔

"آپ کو پتا ہے ازین صاحب!" اور آپا کے ٹھہرے لہجے کی پکار نے ازین کے باقی کے جملے روک دیے۔

"آپ اپنی طرف سے ہمدردی کر رہے ہیں۔ جبکہ سچ کہوں تو آپ میرے لیے مشکل پیدا کر رہے ہیں۔ پلیز آپ جائیے۔ پلیز۔"

"میں مشکل پیدا نہیں کر رہا۔۔۔ مجھے فکر ہے آپ کی آپا! مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔" ازین کی آواز بھی اونچی اور لہجہ تیز ہو گیا۔

"اچھا تو آپ کو مجھ سے ہمدردی ہے۔" آپا نے بھی چلا کر کہا۔ "تو آپ کریں گے مجھ سے شادی۔۔۔ بولیے کریں گے؟"

"جی۔۔۔!" ازین نے ہلتے پٹ کو دیکھا۔

"دیکھا سانس تک اٹک گئی آپ کی۔۔۔ کہنا آسان ہوتا ہے۔" آپا کی آواز بھرا گئی "کرنا بہت مشکل۔۔۔ آپ چلے جائیے یہاں سے۔ مجھے کسی ہمدردی کی ضرورت نہیں۔ ہاں 'زندگی میں جب جب پچھتاؤں گی تو آپ کو یاد ضرور کرلوں گی کہ آپ نے روکا تھا۔ مگر ازین صاحب! میں اس وقت رک نہیں سکتی۔

خدارا آپ جائیے۔ آپ کی اپنی بھی ایک دنیا ہوگی' اپنے لوگ' اپنے رشتے' اور اپنے خواب' کیوں اپنا رستہ اور کسی کی منزل خراب کرتے ہیں' جائیے۔"

آپا نے دھاڑ سے پٹ بند کر دیے۔ پھر ان کے قدموں کی معدوم ہوتی آواز نے بتایا وہ کہیں اندر جا چکی ہیں۔

جبکہ ازین وہ وہیں بت بن گیا تھا۔ ایستادہ کر دیا گیا تھا۔ یہ کیا ہوا تھا۔ کیا ہو گیا تھا ازین۔۔۔ گیند اس کے کورٹ میں آگئی۔ جبکہ وہ تو اس پورے گیم میں کہیں تھا ہی نہیں۔۔۔ تو پھر۔۔۔

اس کا ذہن خالی ہو گیا تھا۔ یا سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھن گئی تھی۔ یا پھر۔۔۔

☆ ☆ ☆

اس نے مایا کو نئی کمپنی میں جوائننگ سے منع کیا تھا۔ مایا نے اسے ہر چیز سے منع کر دیا اور حیرت انگیز بات یہ ہوئی' اُسے دکھ نہیں ہوا۔ وہ مایا فون پر بولتی رہی۔ بکتی جھکتی رہی' تھوڑا صحیح' تھوڑا غلط۔۔۔ اور وہ چپ چاپ سنتا رہا۔ فون بند ہوا تھا۔ اسے اپنا آپ بہت ہلکا پھلکا لگا۔ تب وہ اپنی اس کیفیت پر حیران رہ گیا۔ جیسے سر سے بوجھ اتر گیا۔

محبت دلوں میں پھول کھلاتی ہے۔ مگر بعض محبتوں میں مسلسل کسی کانٹے کی چبھن کا احساس ہوتا ہے۔

ازین کو لگا' وہ کانٹا نکل گیا۔ وہ پھانس نکل گئی۔ مگر آپا کچھ سننے کو تیار نہیں تھیں۔

"تم اس کی مان لیتے ازین۔۔۔! اتنی آسانی سے راستے الگ ہوتے ہیں بھلا۔۔۔ یونی ورسٹی اور پھر وہ کولیگ تھی تمہاری۔۔۔ ایک راستہ' ایک منزل۔۔۔"

"دوراہا آگیا تھا آپا! پھر دونوں نے اپنی اپنی راہ پکڑی۔"

"تم بھی اسی کے راستے کو پکڑ لیتے۔"

"اس نے میرا راستہ کیوں نہ پکڑا۔"

"یہ محبت تو نہ ہوئی' ضد بحث ہو گئی۔" وہ بحث کے لیے تیار تھا۔

"کیا یہ سب اتنا آسان ہے بھیا! جتنے مزے سے آپ کہہ رہے ہیں۔" کانفرنس کال میں چھوٹی بھی تھی اور کب سے خاموش تھی۔

"ہاں۔ شاید۔۔۔ پتا نہیں۔" وہ پہلی بار اٹکا۔

"ایک جواب دیں بھیا!" چھوٹی نے کہا۔ "پر وہ تو شاید آپ کے اپنے پاس بھی نہیں۔"

"ابھی نہیں ہے ایک جواب مگر شاید کچھ دن بعد دے سکوں۔" ازین کے لہجے میں یقین تھا۔

"پھر۔۔۔ شاید۔" چھوٹی جھنجلائی۔

"شاید' یقین کے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔"

"وہ اتنی آسانی سے بھولے جانے والی چیز نہیں ہیں

بھیا۔۔۔ گڑیا جیسی، کرسٹل کی گڑیا۔۔۔ باربی ڈول لگتی ہیں۔" چھوٹی کو حسین بھابھی کے ہاتھ سے نکل جانے کا دکھ تھا۔

"نانی کہا کرتی تھیں۔ کانچ کا برتن خوب صورت ہوتا ہے پر پائیدار پیتل کی گڑوی ہوتی ہے۔"

"لوگ تو اب شیش محل میں پوری زندگی گزار لیتے ہیں بھیا۔" آپا کی آواز میں دکھ تھا۔

"اچھا تو یہ بتائیں۔ ماہا کو تو آپ نے کانچ کا برتن کہہ دیا۔ کیا پیتل کی گڑوی ڈھونڈلی۔" چھوٹی کا دماغ تیز چلتا تھا۔

"ارے۔۔۔" وہ بے ساختہ ہنس دیا۔ اور اسے خود احساس ہوا کہ وہ کتنے دنوں کے بعد یوں بے فکری سے ہنسا ہے۔

"جلد بازی کے فیصلے اچھے نہیں ہوتے۔" آپا نے ایک اور حقیقت بتائی۔

"اچھے تو نہیں ہوتے آپا۔۔۔ مگر سچے ضرور ہوتے ہیں۔" اس کا دھیان کہیں اور چلا گیا تھا۔

"کیا فیصلہ کرلیا ہے بھیا؟" چھوٹی کے سوال نے اسے چونکایا۔

یہی سوال تو وہ خود سے پوچھ نہیں پا رہا تھا۔ پر اب جب سوال سامنے آ ہی گیا تو جواب کیا دے۔

☆ ☆ ☆

دروازہ بجاتے ہوئے اس کے اعتماد کا درجہ بہت اوپر تھا۔ مگر دروازہ خلاف توقع دادی نے کھولا۔

"ہائیں۔۔۔!" وہ بری طرح چونکا پر بروقت سنبھلا۔

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام۔ جیتے رہو۔" دادی نے بھی پرجوش جواب دیا اور اس کی صورت دیکھی جو کچھ پریشان اور ہونق ہو گئی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو اس نے سنا تھا۔ مہمان آنٹی اور ان کا عزیز بیٹا بازار جا رہے تھے اور دادی بھی حسب معمول ساتھ ہی جاتیں۔ مگر یہ کیا۔ وہ تو سامنے تھیں اور سوالیہ نگاہیں اسی پر گڑی تھیں۔

"کوئی کام تھا بیٹا؟" دادی اب الجھ رہی تھیں۔

"جی۔۔۔ ہاں کام۔۔۔ بالکل کام تھا۔ میں اندر آجاؤں؟"

"اندر۔۔۔؟" دادی حیران ہوئیں "اچھا آجاؤ۔"

ازین اندر آگیا۔ یہ آج اس کی دوسری بار آمد تھی۔ ایک بار بالکل شروع میں جب اس کے گھر پانی کی لائن مسئلہ کر رہی تھی تب اسے ادھر آکر چیک کرنا پڑا تھا اور آج۔۔۔ پر آج اندر اتنا سناٹا کیوں تھا۔ اس نے چاروں جانب جائزہ لیا۔ نظریں گھوم پھر کر دادی پر آ ٹکیں۔ جو حیران سی اسے تکے جا رہی تھیں۔

"وہ صومی۔۔۔ سونی نظر نہیں آرہے۔" اسے بروقت سوجھا۔

"ارے بچے۔۔۔ یہ جو انتیسویں روزے کو چاند کی تلاش ہوتی ہے۔ بندے کو باؤلا کر دیتی ہے۔ اب بھلا بتاؤ، جو سویں مالے (بلڈنگ) پر چڑھ کر مولویوں کو نظر نہ آیا۔ وہ گلیوں چوراہوں میں گھومنے سے کیا خاک ملے گا۔ مگر بھئی۔ سب نے منہ اٹھا کر بے نتھے بیل کی طرح نکل پڑنا ہے۔" دادی سخت برافروختہ تھیں۔

"اب جب انتیس رکھ لیے تو تیسویں میں کیا موت پڑ رہی ہے مگر نہیں بھئی۔۔۔" دادی نفی میں سر ہلا رہی تھیں۔

"اور ہاں۔ تم نے نہیں بتایا۔۔۔ تم ادھر کیوں نکل آئے؟"

"میں۔۔۔!" ازین چونکا۔ اسے ایک اندرونی کمرے میں ہیولہ سا دکھا تھا۔ "ہاں میں بھی دادی! میں بھی چاند دیکھنے۔۔۔ میرا مطلب ہے ڈھونڈنے ہی نکلا تھا۔"

"چاند ڈھونڈنے۔۔۔ ہمارے گھر۔۔۔ اے بیٹا خیر تو ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے۔ روزہ تو نہیں لگ گیا۔ چائے بنواؤں یا پھر سکنجبین؟ اے آپا۔۔۔ عینا عینا،" دادی کو ترس آیا۔ گھر سے دور پردیسی بچہ۔

"نہیں دادی! طبیعت ٹھیک ہے۔ وہ آپا۔۔۔ آپا کدھر ہیں؟"

"آپا۔۔۔ عینا کو پوچھ رہے ہو۔۔۔ عینا سے کیا کام بھلا؟" دادی کا لہجہ سخت ہوا۔

"جی دادی پلیز۔۔۔ ان ہی کو بلانا ہے۔" ازین نے

اپنے بونگے پن پر لات مارتے ہوئے تھوڑی ہوش مندی اور سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا۔

"آپا کو بلاؤں... عینا کو؟" اب کی دفعہ دادی کی آواز بلند ہوئی۔ ازین کا سر زور زور سے ہلا اور اس سے پہلے کہ دادی طیش میں آکر کھڑی ہوتیں۔

آپا کی بھاری آواز پر دونوں چونکے۔

"آپ نے بلایا دادی..." اس نے ساتھ ہی دوپٹا درست کرکے رخ بھی بدلا۔

"ہاں میں نے ہی بلایا۔ یہ ازین کو تم سے کوئی کام ہے۔"

رخ موڑ کر کھڑی آپا کو بدستور دیکھتے ازین نے نفی میں گردن ہلائی۔

"مجھے ان سے نہیں "آپا" سے بات کرنی تھی۔"

"اے بھیا... کچھ الٹا سیدھا کھا بیٹھے ہو کیا؟ یہی آپا ہے اور کوئی نظر آرہا ہے تمہیں؟"

"یہ آپا ہیں۔" ازین کھڑا ہوگیا۔ "آپا!" وہ تو ایک پکی عمر کی عام صورت والی (بھاری آواز) والی آپا کو سوچتا رہا تھا۔

"پھر یہ تو تیس بتیس برس کی گندمی رنگت والی لڑکی تھی۔ جس کی آنکھیں شہد رنگ تھیں اور وہ شانے پر پڑی بل دار سی رسی اوں ہوں... رسی نہیں چوٹی دامن تک چوٹی۔ ریشمی سی۔"

"یہ آپا نہیں ہوسکتیں۔" وہ صاف مکرا۔

"اے بیٹا... تم تو سچ مچ کے کھسکے ہوئے لگتے ہو۔ ڈبل پتی کا پان تو نہیں کھا بیٹھے۔ ہیں۔" دادی اب خوف زدہ ہوگئی تھیں۔

"میں ہی آپا ہوں ازین صاحب...! آپ کہیے اب کیا کہنے آئے ہیں؟" آپا نے دوپٹا اپنے گرد لپیٹا، ماتھے سے بھی کھینچا (مگر شہد رنگ آنکھیں نمایاں تھیں۔ رخ اب پھیرا ہوا تھا اور ان آنکھوں میں تادیب تھی)

"اور پلیز وہ نہ کہیے گا جو آپ گزشتہ دنوں کہتے رہے ہیں۔ اسے گزارش سمجھیے یا پھر حکم..."

ازین نے بھنویں اچکائیں۔ ہاں یہ آپا ہی تھیں۔

اتنی مردانہ وار آواز آپا ہی کی تھی اور لہجہ بھی مگر... آپا اندر سے ایسی نکلیں گی۔ یہ تو اس نے خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔

"اے بات سن عینا!" دادی کو لگا اب ان کی انٹری بنتی ہی ہے۔ تیزی سے اٹھ کر عینا کے نزدیک پہنچیں اور شانے سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا (چادر اور بھی سرک گئی)

"یہ تین دن سے کیا کہتا رہا تھا... اور اب کیا کہنے آیا ہے؟"

سوال کا دوسرا حصہ ازین کے لیے تھا اور ازین نے اپنی ساری گھبراہٹ اور حیرت کو کسی اور وقت کے لیے اٹھایا۔ وہ دو قدم آگے آیا اور آپا کے عین روبرو ہوگیا۔ نظریں آپا کے چہرے پر گڑی تھیں۔

عینا کو پہلی بار کسمساہٹ سی ہوئی۔ وہ ایک قدم پیچھے کو سرکی۔

"میں وہ سب نہیں کہوں گا آپا...! جو تین دن سے کہتا رہا۔ میں نئی بات کروں گا۔ ہاں ہے وہ آپ کی بات کا ہی جواب... مگر سوال میں مخفی... میں آپ سے شادی کروں گا آپا..." اس نے کہہ ہی دیا۔

"کیا...؟" آپا اور دادی دونوں کے سر پر ایک ساتھ پہاڑ ٹوٹا تھا۔ جیسے۔

"ہائے۔" دادی نے دل پکڑا تھا۔

عینا لپک کر دادی تک آئی۔ ازین نے بھی تقلید کی۔ پانی پلایا۔ کمر ملی... دادی کی سانسیں بحال ہوئی۔

تب تینوں کو یاد آیا یہاں کیا کہنے سننے آئے تھے۔

ازین نے عینا کو دیکھا جس نے دوپٹا دوبارہ لپیٹ کر منہ پھیرا تھا۔ سو ازین ہی کو بولنا پڑا۔ پہلے دن سے آج کے دن تک کی کہانی... حرف بہ حرف ازین نے مایا کو بھی نہیں چھپایا۔ سب کہہ دیا۔

"اور اپنے بارے میں کیا کہوں۔ آپ کو سب تحقیقات کا حق ہے۔ مگر میری آپا کہتی ہیں۔ خدا مجھ سا بھائی اور بیٹا ہر ماں کو دے۔ ہو سکتا ہے یہ ان کی محبت ہو مگر میں اتنا ضرور جانتا ہوں میں آپ کے اس امریکی نواسے سے ضرور اچھا ہوں بلکہ بہترین ہوں۔"

دادی کیا بولتیں۔ روناز کتا تو بات کرتیں ناں، کتنی مشکل سے دل کو منایا تھا۔ طوعاً و کرھاً ان کی پوتی کا حق تو تھا کہ راج کمار اسے بیاہے اور سامنے بیٹھا یہ نوجوان راج کماروں سے بڑھ کر لگ رہا تھا۔

دعاؤں کے پورا ہونے کا یقین تو ہمیشہ سے تھا۔ بس یہ گلا تھا اسے اللہ جب آپ دعا قبول کر لیں تو بتا دیں۔ کب پوری جائے گی دن، تاریخ بلکہ گھنٹہ سیکنڈ تک ..... ورنہ یہ انسان کا فطری اتاولا پن چین نہیں لینے دیتا۔ تو دعا قبول ہو گئی تھی۔ دادی کے آنسو تھمتے نہیں تھے۔

"اور آپا! آپ سے یہ کہوں گا۔ میں بالکل آپ ہی کے جیسا ہوں۔ بالکل ویسا جیسا آپ نے ایک دن صومی، سونی کو بتایا تھا۔ اب تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔"

اور آپا ..... یعنی عینا ..... اوہ ہو نور عین کیا جواب دیتی۔ صلے کی تمنا کبھی نہیں کی تھی۔ مگر سنا تھا، صلہ ملتا ہے بعض دفعہ دنیا ہی میں ملتا ہے، جب نیکی بوئیں تو شجر بھی نیکی کا ہوتا ہے اور پھل بھی .....

اور جب اللہ کسی کی آخرت سنوار دے۔ تو تھوڑی جھلک دنیا میں نظر آ ہی جاتی ہے۔ جیسے ازین کے لیے نور عین ..... اور نور عین کے لیے ازین .....

دادی اور پوتی کی سوچوں سے پرے ازین سوچ رہا تھا۔ اس نے سب سچ بتا دیا ہے مگر ابھی تک جواب نہیں ملا۔

اسے بے چینی ہونے لگی۔ اگر جو جواب خدانخواستہ انکار ہو گیا تو وہ جو دل میں تازہ تازہ سی خوشی پھیلنے لگی تھی اس کا کیا ہو گا۔ شہد رنگ آنکھیں جب استعجاب میں گھریں تو کیسے ٹمٹمانے لگی تھیں۔ پھر پلکیں جھکیں تو تاریکی کا گمان ہوا۔ اب اگر یہ ایک بار اور اٹھیں تو .....

اور یہ جو خوشی نہیں سکون دل میں پھیل رہا تھا۔ اور یہ جو خدشے کا دو مونہا سانپ بار بار پھن پھیلاتا تھا اگر جواب مل جائے تو گویا جیسے وہ سانپ کا سر کچل دے۔

مگر یہ آپا ..... آپا آخر بولتی کیوں نہیں ..... مجھے ایک بار پھر پوچھنا چاہیے، ازین کے اندر کا پاسبان عقل صحیح ہدایت دے رہا تھا۔

اس نے لہجے کو مزید عاجزانہ کیا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا آپا ..... آپ مجھ سے شادی کریں گی؟"

دادی اور پوتی بری طرح چونکیں پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اے بیٹا! ویسے تو سب ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں، مگر بندے کو اتنا بھی سیدھا نہیں ہونا چاہیے۔ منہ سے پکارتے ہو آپا ..... اور پیام دے رہے ہو شادی کا۔"

دادی کو ویسے تو لڑکا پسند آ گیا تھا مگر یہ جو آپا کی گردان تھی۔ پہلے رشتہ تو صحیح کرے باقی باتیں بعد میں .....

ازین نے بری طرح چونک کر دادی کو دیکھا پھر آپا کو ..... اوہ ہو نور عین کو ..... جو نگاہ ملنے پر بے ساختہ ہنس دی تھی۔

اور پھر ازین کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔ وہ اتنا گھامڑ تو نہیں تھا۔ ایک بار بھی نہ سوچا کہ کہہ کیا رہا تھا۔ "آپ مجھ سے شادی کریں گی آپا؟"

اس نے جملہ زیر لب دہرایا تو خود کا قہقہہ آسمان کو چھو گیا۔

تب ہی دروازہ کھلا۔ یہ صومی سونی تھے برے منہ سے "چاند نظر نہیں آیا آپا۔"

دادی نے نانہجاروں کو "ایک اور روزہ رکھنے پر کیا تکلیف ہے۔" کہہ کر ایک لیکچر دیا۔

جبکہ ازین اور نور عین سوچ رہے تھے۔ چاند نظر آ گیا تھا ناں ابھی پل بھر کو ایک دوسرے کو دیکھ کر دونوں کی آنکھوں میں جگمگاہٹیں اتری تھیں۔ ان کے آگے چاند تاروں کی روشنی ماند تھی۔